هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

تاریخہائے اشاعت:- ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ ذوالحجہ ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۱ صلح ۱۳۲۰ ہش مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۴۱ء | نمبر ۳

دارالامان کا ہفتہ

(۱) قادیان ۲۰ صلح ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت نزلہ اور کھانسی کی وجہ سے تاحال ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو نزلہ کی شکایت ہے۔ اور حرم اول حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو کل سے پھر کان کے درد اور چکروں کی تکلیف زیادہ ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا جاری رکھیں۔ حرم ثانی کی طبیعت بفضلہٖ تعالےٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

(۳) ۱۸ صلح کو دن بھر اور شب گذشتہ بھی خوب بارش ہوئی۔ کسی قدر اولے بھی پڑے

مردم شماری کے فارم جلد بھجوائے جائیں

مردم شماری جماعت احمدیہ ایک اہم کام ہے جس کی نسبت کئی دفعہ اخبار الفضل میں اعلانات شائع ہو چکے ہیں۔ اور فارم ہائے مردم شماری بھی بھجوائے جا چکے ہیں۔ بذریعہ ڈاک یاددہانیاں بھی کرائی گئی ہیں۔ لیکن تاحال بہت سی جماعتوں کی طرف سے فارم مکمل ہو کر نظارت ہذا میں نہیں آئے۔ سرکاری طور پر یہ کام ماہ مارچ ۱۹۴۱ء میں ختم ہو جائے گا۔ سلسلہ کی طرف سے یہ کام ۱۵ فروری ۱۹۴۱ء بمطابق ۱۵ تبلیغ ۱۳۲۰ ہش تک ختم ہونا ضروری ہے۔ براہ مہربانی پریذیڈنٹ صاحبان و سیکرٹریان خاص طور پر اس کام کی طرف توجہ فرمائیں۔ اور فارم مکمل کر کے بھیجدیویں۔ آئندہ کوئی یاددہانی نہیں کرائی جائے گی۔ نظارت رپورٹ کرنے پر مجبور ہو گی۔ اور معاملہ مجلس شوریٰ میں بھی پیش کیا جائے گا۔ (ناظر امور عامہ)

"نذرِ عقیدت"

بحضور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(۱) ہمارے دلربا تم ہو ہمارے دلستاں تم ہو
(۲) بچایا قوم کو ہر دورِ ظلمت اور جہالت ہیں
(۳) وہ جس نے آنِ واحد میں کئے دشمن نگوں سارے
تمہیں سے نور پھیلیگا جہاں کے کونے کونے میں
کہاں ہیں مستری کاذب کہاں مصری و پیغامی
نظیرِ مہدیِ موعود ہو بس حسن و احساں میں
تیرے دم سے ہی بس اقوام عالم فیض پائینگی
ترے افعال محمود و پسندیدہ ہیں اے محمود
عدو کے کذب و بہتاں سے بگڑتا کچھ نہیں ہرگز
مسیحِ وقت کو دی تھی بشارت جسکی مولا نے
نہیں بستانِ احمدؐ کو خزاں کا خوف اب ہرگز
خلافت کی ردائے پاک اے آقا مبارک ہو
ترقی دینِ احمدؐ کی ترے ہاتھوں مقدر ہے
جہاں میں سارے دینوں پر کیا اسلام کو غالب
سعادت تیری بیعت میں ہے برکت تیری طاعت میں
ہمیں تجھ سے عقیدت پر بجا ہے ناز کر لینا

ہمارے گلشنِ روحانیت کے باغباں تم ہو
خدا کے دین و مذہب کے حقیقی پاسباں تم ہو
وہی صاحبقراں تم ہو وہی شیریں زباں تم ہو
کہ انوارِ خداوندی کے اک زندہ نشاں تم ہو
ملائے خاک میں جس نے وہی معجز بیاں تم ہو
حقیقی جانشینِ مہدیِ آخر زماں تم ہو
گرامی مصلحِ موعود لاریب و گماں تم ہو
اولوالعزم اپنے کاموں میں "خدا کے رازداں تم ہو
مثالِ یوسفِ کنعاں شہنشاہِ زماں تم ہو
وہی فضلِ عمرؓ اسلام کی روحِ رواں تم ہو
خدا کے فضل سے اس گلستاں کے باغباں تم ہو
مجھے بھی فخر ہے میرے امیرِ کارواں تم ہو
حقیقت ہے کہ نسلِ "ہادیِ فارسؐ" کی جاں تم ہو
لرزانے والے باطل کے جری و پہلواں تم ہو
مقدس باپ کے بیٹے مقدس بالنشاں تم ہو
نبی کے اسوۂ کامل ہمارے درمیاں تم ہو

دعائے شادؔ ہے آخر حضورِ خالقِ اکبر
پھلو۔ پھولو۔ زمانے میں مظفر کامراں تم ہو

(احقر محمد ابراہیم شادؔ احمدی مدرس مومن ساکن کوٹ رحمت خاں ضلع شیخوپورہ۔)

خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ فرماتے ہیں:-

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ نئی نسلیں جب تک اس دین اور ان اصول کی حامی نہ ہوں۔ جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے نبی اور مامور دنیا میں قائم کرتے ہیں۔ اس وقت تک اس سلسلہ کی ترقی کی طرف کبھی بھی صحیح معنوں میں قدم نہیں اٹھ سکتا۔۔۔ وہ اصلاح صرف اسی رنگ میں ہو سکتی ہے۔ کہ نوجوانوں کو اس امر کی تلقین کی جائے۔ کہ وہ اپنے اندر ایسی روح پیدا کریں۔ کہ اسلام اور احمدیت کا حقیقی مغز انہیں میسر آجائے"۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے اس غرض کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ کو قائم فرمایا ہے۔ اگر خدام رکن بننے کے بعد اس غرض کے حصول کے لئے *

قربانی ہی ہے جس سے لوگ اپنے خدا تک پہنچتے ہیں

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ آج تحریک جدید کی قربانیوں کے لئے ہر مخلص احمدی سے مطالبہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ اپنے ایمان کی تکمیل کے لئے اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرے۔ ہر مخلص احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ تحریک جدید کے لئے لبیک کہتا ہوا آگے بڑھے۔ تا وہ خدا کے فضلوں کا وارث ہو۔

یاد رکھو! تحریک جدید ان اہم تحریکات میں سے ہے۔ جس میں حصہ لینے والے اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے اسی طرح وارث ہوں گے۔ جس طرح "بدر کی جنگ" میں شامل ہونے والے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ کے خاص فضلوں کے مورد ہوئے تھے"۔

یہی وہ تحریک ہے۔ جس میں متواتر شامل ہونیوالوں کا نام تاریخ اسلام میں اس لئے ہمیشہ زندہ رہے گا۔ کہ انہوں نے خود تکلیف اٹھا کر خدا تعالیٰ کے دین کی مضبوطی کے لئے کوشش کی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہی وہ فوج ہے۔ جو حضور علیہ السلام کے پانچ ہزار سپاہیوں والے کشف کو پورا کرنے والی ہوگی۔ اور اسی فوج کے سپاہیوں کا نام دس سال کے بعد ایک کتاب میں شائع کیا جانے والا ہے۔ اور انہی کے نام مرکزی لائبریری کے ہال میں کندہ کئے جائیں گے۔

پس ایسی اہم تحریک میں حصہ لینا ہر ایک مخلص احمدی کا فرض ہے۔ اگر آپ کا دل اور آپ کا ایمان تقاضا کرتا ہے۔ کہ ایسی تحریک میں شامل ہونا ہے۔ تو آپ یہ نوٹ پڑھ کر پہلا کام یہ کریں۔ کہ تحریک جدید سال ہفتم کی قربانی کے لئے اپنا وعدہ لکھ کر اپنے امام کے حضور ارسال فرمادیں۔ مگر یہ بھی یاد رہے۔ کہ وعدوں کے پیش کرنے کی آخری میعاد حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۳۱ر جنوری ۱۹۴۱ء رکھی ہے۔ اس تاریخ تک اپنا وعدہ حضور کے پیش کرلیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ والسلام

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

مرزا فضل احمد صاحب مرحوم کے جنازہ کے متعلق ایک حلفی شہادت

ذیل میں جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب حال امام مسجد دارالفضل قادیان کی ایک حلفیہ شہادت درج کی جاتی ہے۔ جو حافظ صاحب موصوف نے دو شاہدوں کی موجودگی میں خود اپنے الفاظ میں تحریر کرائی ہے۔ اور اسے سن کر اور صحیح تسلیم کرکے اس پر اپنا تصدیقی نشان انگوٹھا ثبت کیا ہے

حافظ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیم اور نہایت مخلص صحابی ہیں۔ اور سالہا سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہ چکے ہیں۔ اور نہایت متقی اور پرہیزگار اور خداترس بزرگوں میں سے ہیں۔

مرزا فضل احمد صاحب جن کے جنازہ کے متعلق یہ روایت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ اول سے دوسرے فرزند تھے۔ گو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ان کا رویہ ہمیشہ ازحد مؤدبانہ اور فرمانبردارانہ رہا۔ ان کی وفات ان کے زمانہ ملازمت میں ملتان میں ہوئی تھی۔ اور جنازہ قادیان لایا گیا تھا۔ یہ غالباً سنہ ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے۔

"میں حلفیہ طور پر اس بات کی شہادت دیتا ہوں۔ کہ جب مرزا فضل احمد صاحب کا جنازہ ملتان سے قادیان آیا۔ تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد مبارک کی چھت پر تشریف رکھتے تھے۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگ بھی موجود تھے۔ میں خود بھی اس مجلس میں تھا۔ اس وقت ایک شخص نے آکر اطلاع دی۔ کہ حضور مرزا فضل احمد کا جنازہ آیا ہے۔ آپ نے یہ سنکر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ فضل احمد ہمارا بڑا فرمانبردار تھا۔ ہم نے ایک موقع پر اسے لکھا۔ کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ تو اس نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر ہمیں بھیج دیا۔ اتنے میں ایک شخص نے عرض کیا۔ کہ حضور جنازہ کے متعلق کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہمارا کوئی آدمی نہ جائے"۔ والسلام

خاکسار نشان انگوٹھا حافظ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد دارالفضل قادیان ۱/۲۰ - ۱۹

میرے سامنے حافظ صاحب نے یہ بیان دیا اور اسے سنکر اس پر انگوٹھا ثبت کیا۔ محمد حسین قانونگو۔ پنشنر ۱/۲۰ - ۱۹۔

الراقم والشاہد۔ ملک محمد عبد اللہ مولوی فاضل قادیان

جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب نے یہ حلفیہ شہادت جو میرے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ خود اپنے الفاظ میں مجھے املا کرائی۔ اور بعد میں اسے لفظاً لفظاً سنکر درست اور صحیح تسلیم کیا۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید۔

خاکسار ملک محمد عبد اللہ مبلغ سلسلہ احمدیہ

قادیان دارالامان ۱/۲۰ - ۱۹۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاددہانی

جلسہ سالانہ پر فاروق کے متعلق حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحریک

۲۷ر دسمبر ۴۰ء کو جبکہ جلسہ گاہ قریباً تیس ہزار خدام سے پُر تھا۔ حضور نے احباب کو فاروق کے متعلق حسب ذیل ارشاد فرمایا:۔

"فاروق کے متعلق میں نے گذشتہ سال توجہ دلائی تھی۔ وہ اپنا کام بہت اچھا کر رہا ہے۔ کاغذ اور دیگر چیزوں کی ایسی گرانی کے زمانہ میں اسکی قیمت معمولی اور ساتھ ہی اسکا کام بہت قابل قدر ہے۔ میں نے کہا تھا۔ کہ دوستوں کو اسکی اشاعت کم سے کم ڈھائی ہزار تک پہنچادینی چاہیئے۔ مگر وہ بارہ سو "۱۲۰۰" پر رکی ہوئی ہے۔ اسکی قیمت صرف ڈھائی روپیہ ہے۔ جو بہت معمولی ہے۔ گذشتہ سال اسمیں پیغامیوں کے متعلق بھی بعض تحقیقاتی مضامین لکھے گئے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اگر دوست اسکی خریداری کی طرف توجہ کریں۔ تو وہ اور بھی ترقی کرسکتا ہے۔"

(تحریک خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

دیہاتی جماعتوں میں سکول جاری کرنے کی سکیم

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ایسے دیہات میں جہاں احمدیوں کی کافی تعداد ہو۔ اور جو اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے ایسے سکول کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ جن میں ان کے بچے علم بھی حاصل کریں۔ زراعت کا کام بھی سیکھ سکیں۔ بلکہ مناسب دستکاری کی تعلیم بھی حاصل کرسکیں۔ دو سال سے ایک سکیم تجویز فرما چکے ہیں۔ جس کے لئے چند نوجوانوں کو "دیہاتی مدرسین" کی ٹریننگ دی جارہی تھی۔ اب یہ نوجوان فارغ ہو رہے ہیں۔ جو احباب یا جماعتیں اپنے ہاں اس قسم کا سکول کھلوانا چاہیں۔ وہ اپنی درخواستیں فوراً ارسال فرمادیں۔ شرائط حسب ذیل ہیں۔

(۱) ایسے دوست یا جماعتیں کم از کم ۸ گھماؤں زمین تحریک جدید بصیغہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہبہ کردیں۔ تا مدرس اسی زمین سے اپنے گذارہ کی صورت پیدا کرسکے۔ اور اس کے لئے کسی ماہوار رقم کے مقرر کرنے کی ضرورت نہ رہے۔

(۲) اگر کوئی جماعت ایسی ہو۔ جو ایسے مدرسہ کی ضرورت کو شدت سے محسوس کرتی ہو۔ لیکن مندرجہ بالا شرط کی تعمیل نہ کرسکتی ہو۔ تو جس قدر وہ زمین دے سکے۔ اس سے اطلاع دے۔ اس صورت میں اگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اسے منظوری عطا فرمائی۔ تو سکول جاری کیا جاسکے گا۔ ورنہ کسی دوسرے موقعہ پر اس کا خیال رکھا جائیگا۔

(انچارج تحریک جدید)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۶	قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۴۱ء	نمبر ۳

خطبہ عید الاضحیہ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۴۱ء

اگر اولاد کی ترقی چاہتے ہو۔ تو اُسے خُدا کی راہ میں قربان کرو

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

(مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

یہ عید اسس

قربانی کی یاد میں

منائی جاتی ہے۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی خوشنودی کے حصول اور دنیا کی ہدایت کے لئے پیش کی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو ہدایت پر جمع کرنے کے لئے یہ انتظام فرمایا۔ کہ دنیا میں سے ایک مقام کو برگزیدہ کرے اور لوگوں کے لئے مثابۃ یعنی

جمع ہونے کی جگہ

بنادے۔ اور اسے پاک وصاف اور عبادات کے لئے تیار رکھنے کے لئے حضرت ابراہیمؑ کو حکم فرمایا۔ کہ اپنے بچہ کو مقرر کردیں۔ کہ وہ اور اسکی آئندہ نسلیں اس مقام کو باہر سے آنے والوں نیز مکہ کے رہنے والوں کے لئے بھی عبادات کے قابل رکھیں۔ مگر یہ حکم اس رنگ میں دیا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ وہ

اپنے بچہ کو ذبح

کر رہے ہیں۔ اور آپ نے اس زمانہ کے رواج کے مطابق کہ تمام دنیا میں اس قسم کی قربانی رائج تھی۔ یہی سمجھا۔ کہ گویا انہیں اپنے بچہ کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور وہ اسے ظاہری شکل میں پورا کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اس رنگ میں اسلئے دیا۔ کہ تا حضرت ابراہیم کے ذریعہ اس رواج کا قلع قمع کیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ اپنے اکلوتے بیٹے کو لے کر جنگل میں گئے۔ اور اسے ذبح کرنے کے لئے زمین پر گرا دیا۔ مگر عین اس وقت الہام ہوا۔ قد صدقت الرؤیا۔ کہ تو نے ظاہری طور پر بھی یہ بات پوری کردی۔ اور باطنی طور پر بھی تو نے اس حقیقت کو پورا کر دیا۔ جو شخص چھری سے اپنے بچہ کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ وہ اسے جنگل میں چھوڑ آنے سے کبھی انکار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ نے اس رویاء کے مطابق اپنے بچہ اور بیوی کو خانہ کعبہ کے مقام پر چھوڑ دیا۔ تا وہ

دین کی خدمت کے لئے

ایک مرکز تیار کریں۔ اور وہی مرکز اس وقت حج کا مقام ہے۔ جہاں تمام دنیا سے حاجی اکٹھے ہو کر پہنچتے ہیں۔ یہ دراصل اسی قربانی کی یاد ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے خدا کے حکم کے مطابق اپنے بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

حج کے موقعہ پر

سب مسلمان قربانی کر کے اسکی یاد کو تازہ کرتے ہیں۔ اور اسی کی نقل میں ہر جگہ مسلمان قربانی کرتے ہیں۔ اور اس طرح گویا یہ بتاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی اور اپنی اولادوں کو قربان کرنے کو بالکل تیار ہیں۔ یہ عید ہمیں یاد دلاتی ہے کہ

خدا تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی

کے حصول کے لئے اپنی اور اپنی اولادوں کی قربانی ضروری ہے۔ جب بھی انبیاء دنیا میں آئے ہیں۔ ان کو معنوی طور پر یہ قربانی پیش کرنی پڑی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی سے انسان کی جسمانی قربانی تو بند ہو گئی۔ مگر نفوس کی قربانی کی بنیاد ڈال دی گئی۔ اور حق یہ ہے۔ کہ اس کے بغیر خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ناممکن ہے۔ ظاہری قربانی جو جانوروں کی باقی ہے۔ ان کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے یہاں تک فرما دیا ہے۔ کہ جو لوگ ظاہری رنگ میں جانور وغیرہ کی قربانی کرتے ہیں۔ ان کو اس امر پر خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ یہ خدا تعالیٰ کو پہنچتی ہے۔ فرمایا۔ لن ینال اللہ لحومها ولا دماءها ولکن ینالہ التقویٰ منکم تمہارے ان

قربانی کے جانوروں کا گوشت یا خون

اللہ تعالےٰ کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کو صرف وہ نیکی اور پاکیزگی پہنچتی ہے۔ جو تمہارے دلوں میں ہے۔ بہت سے لوگ بکرے۔ اونٹ۔ یا گائے کی قربانی کر کے یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو پا لیا۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ کوئی چیز نہیں۔ خود ہی جانور ذبح کیا۔ اور خود ہی کھا لیا۔ اس سے خدا تعالےٰ کو کیا۔ یہ تو

تصویری زبان

ہے۔ جس کے معنے کچھ اور ہیں۔ مصور ہمیشہ تصویریں بناتے ہیں۔ کبھی وہ زنجیر بناتے ہیں۔ جس سے مراد قومی اتحاد ہوتا ہے۔ کبھی وہ طلوع آفتاب کا نظارہ دکھاتے ہیں۔ مگر اس کا مطلب قومی ترقی ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ ظاہری قربانی بھی ایک تصویری زبان ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جانور ذبح کرنے والا اپنے نفس کی قربانی کے لئے تیار ہے۔ جو شخص قربانی کرتا ہے۔ وہ گویا اس امر کا اظہار کرتا ہے۔ کہ میں خدا تعالےٰ کی راہ میں سب کچھ قربان کردوں گا۔ اور جو شخص قربانی کا گوشت کھاتا ہے۔ وہ گویا یہ اقرار کرتا ہے۔ کہ ہماری قوم کی قربانیاں میرے لئے اور ساری امت کے لئے سہولت پیدا کردیں گی۔ جب عید کے روز کسی کے ہاں قربانی کا گوشت بطور تحفہ آتا ہے۔ تو یہ بکرے یا دُنبے یا گائے کا گوشت نہیں ہوتا۔ بلکہ دراصل اس امر کا اظہار ہوتا ہے۔ کہ میرے بھائیوں کی قربانیاں جو وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کر رہے ہیں۔ قبول ہوں گی۔ اور اسلام کی ترقی کا موجب ہوں گی۔ یہ گوشت گویا تصویری زبان میں

اسلام کی ترقی کا اقرار

ہوتا ہے۔ پس جو بات ہم تصویری زبان میں بیان کرتے ہیں۔ چاہیئے۔ کہ عملاً بھی اسے پورا کریں۔ کیونکہ محض نقل جس کے ساتھ حقیقت نہ ہو۔ عزت کا موجب نہیں ہو سکتی۔ تھیئٹر والوں کو شرفاء کیوں ناپسند کرتے ہیں۔ تھیئٹر میں جو نقال بادشاہ بنتے ہیں۔ شرفاء کے نزدیک ان کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ لیکن

حقیقی بادشاہ کی عزت

سب کرتے ہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ جب بادشاہ بننا موجب عزت ہے۔ تو کیوں اس ایکٹر کی عزت نہیں کی جاتی۔ جو تھیئٹر میں بادشاہ بنتا ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے۔ کہ تھیئٹر والا محض نقل کرتا ہے۔ اور حقیقی بادشاہ جو کچھ کرتا ہے۔ وہ دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لئے کرتا ہے۔ تھیئٹر میں بادشاہ بننے والا اگر عملی زندگی میں بھی اس کے لئے جدوجہد کرے۔ تو اسے بُرا نہیں سمجھا جائے گا۔ لیکن محض نقل کسی عزت کا مستحق نہیں بنا سکتی اسی طرح جو شخص بکرے کی قربانی کے ساتھ اپنے نفس کی قربانی بھی کرتا ہے۔ وہ شرفاء کے نزدیک قابل عزت و احترام ہے۔ لیکن جو صرف بکرے کی قربانی پر اکتفا کرتا ہے۔ وہ نقال اور بھانڈ ہے۔ اس لئے کسی عزت کا مستحق نہیں۔ جس طرح بھانڈ کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ اسکی بھی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جو شخص قربانی کا گوشت کھانے کو تو تیار ہو جاتا ہے۔ مگر

اسلام کی ترقی

کی خوشی میں شامل ہونے کو تیار نہیں۔ وہ بھی بھانڈوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ دراصل عمل ہی ہے۔ جو انسان کو معزز بناتا ہے۔ محض نقالی کوئی چیز نہیں۔ پس دوست

آج کے دن سے سبق

حاصل کریں۔ اور ہمیشہ اس قربانی کو مدنظر رکھیں جو ابراہیم علیہ السلام کے مدنظر تھی۔ جو حضرت ہاجرہؓ کے مدنظر تھی۔ کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ تو نبی تھے۔ عام انسان انبیاء جیسی قربانی کس طرح کر سکتے ہیں۔ مگر ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت ہاجرہ تو نبی نہ تھیں۔ مگر ان کی قربانی کتنی شاندار ہے۔ کیا ہی دردناک نظارہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اپنی

بیوی اور بچہ کو ایک جنگل میں

چھوڑ آتے ہیں۔ جہاں پچاس پچاس میل یا سو سو میل تک کوئی آبادی نہیں۔ پھر کوئی ساتھی بھی نہیں۔ کوئی سامان نہیں۔ صرف ایک مشکیزہ پانی کا اور ایک تھیلی کھجوروں کی جو زیادہ سے زیادہ تین روز کے لئے کفایت کر سکتی ہے۔ ایسی بیکسی کی حالت میں چھوڑ کر حضرت ابراہیمؑ واپس ہوتے ہیں۔ تو حضرت ہاجرہ ان کا تعاقب کرتی ہیں۔ انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ حضرت ابراہیمؑ ان کو چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اس لئے وہ پیچھے پیچھے چلتی ہیں۔ کہ ابراہیم ہم کو کہاں چھوڑے جاتے ہو۔ یہاں نہ تو کوئی آبادی ہے۔ اور نہ ہمسایہ۔ نہ کھانے پینے کی کوئی چیز ہے۔ وہ بار بار یہ سوال کرتی ہیں۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کوئی جواب نہیں دیتے۔ چونکہ ان کو

سخت صدمہ اور غم

تھا۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ اگر میں نے بات کی۔ تو میرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنسو جاری ہو جائیں گے۔ اور اس سے ان کو اور صدمہ ہوگا۔ اس لئے وہ جواب سے پہلو تہی کرتے رہے۔ آخر حضرت ہاجرہ نے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ کو اللہ تعالےٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں

حضرت ہاجرہ کی قربانی

دیکھو۔ ان کو اس امر میں صریح تباہی نظر آتی تھی۔ پھر ساتھ چھوٹا بچہ تھا حفاظت کا کوئی سامان نہ تھا۔ دُور دُور تک کوئی آبادی نہ تھی۔ ایک مشکیزہ پانی اور ایک تھیلی کھجور کے سوا کھانے پینے کا بھی کوئی سامان پاس نہ تھا۔ جو دو آدمیوں کے لئے زیادہ سے زیادہ دو تین روز تک کفایت کر سکتا ہے۔ یہ ایسے حالات ہیں۔ کہ جن میں ایک

قوی سے قوی انسان

ڈر جاتا ہے۔ لیکن جب حضرت ابراہیم نے جواب میں کہا۔ کہ میں خدا تعالےٰ کے حکم سے تمہیں یہاں چھوڑے جاتا ہوں۔ تو جانتے ہو۔ کہ حضرت ہاجرہ نے کیا جواب دیا۔ آپ فوراً پیچھے لوٹیں۔ اور کہا کہ اگر خدا کا حکم ہے۔ تو بے شک جائیے۔ ہمیں کوئی پروا نہیں۔

ہمارا خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا

دیکھو کتنا زبردست ایمان اور عظیم الشان یقین ہے۔ حضرت ہاجرہ کا یہ ایمان اور یقین ہی تھا۔ جس نے حضرت ابراہیم کے ایمان اور یقین سے مل کر مکہ کو ایک آباد شہر بنا دیا۔ دنیا کی عورتوں میں اسکی مثالیں بہت کم مل سکتی ہیں۔ اول تو عورت ہوتی ہی کمزور دل کی ہے۔ لیکن اگر کسی سے کہا جائے۔ کہ آگ میں جل جاؤ یا چھری سے اپنے آپ کو ذبح کر لو۔ تو یہ نسبتاً آسان ہے بجائے

جنگل میں بھوکا

مرنے کے۔ جہاں اور بھی خطرات ہوں۔ ممکن ہے۔ شیر یا کوئی چیتا آکر ہلاک کر دے۔ یا پیاس سے تڑپنا پڑے۔ اور بھوک سے مرنا ہو۔

پھر اس کے علاوہ ایک اور بات ہے۔ اور وہ یہ کہ ماں اپنی موت قبول کر سکتی ہے۔ مگر اپنے بچہ کی ایسی

دردناک موت

کو برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ اس کا اکلوتا لڑکا پانی کے گھونٹ اور روٹی کے لقمہ کے لئے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے۔ پھر حضرت ہاجرہ کے دل میں یہ وسوسہ بھی پیدا ہوتا ہوگا۔ کہ ممکن ہے۔ پہلے میں مر جاؤں۔ اور بچہ بعد میں تڑپ تڑپ کر جان دے اس قسم کے خطرات کے باوجود ان کا اس قربانی کے لئے تیار ہو جانا ایسی ہمت کا کام ہے۔ جو ہمیشہ کے لئے یاد رکھے جانے کے قابل ہے۔ وہ ان سب صدمات کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گئیں۔ اور اپنی اور اپنے بچہ کی موت کے خوف کے باوجود اس دن کے انتظار کے لئے آمادہ ہو گئیں۔ جب اللہ تعالےٰ مکہ کو ایک شہر بنا دے گا۔

یہ قربانی ہمیں بتاتی ہے۔ کہ انسان

مومن کامل

اسی صورت میں بن سکتا ہے۔ جب وہ خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو اس رنگ میں ڈال دے۔ کہ اسے کسی خطرہ کی پروا نہ ہو۔ بھوک اور پیاس کی تکلیف کا احساس مٹ جائے۔ اور وہ دوستوں اور مددگاروں سے بالکل بے نیاز ہو جائے۔ یہ قربانی اپنے اندر

ہر قسم کی قربانی

رکھتی ہے۔ اس میں وطن کی قربانی بھی ہے۔ رشتہ داروں اور دوستوں کی قربانی بھی ہے۔ انسان چاہتا ہے۔ کہ وہ ڈر سے بچ جائے۔ مگر اس قربانی میں اطمینان کی قربانی بھی شامل ہے۔ گویا آرام کی ساری صورتیں یہاں مفقود تھیں۔ ساتھی نہ تھے۔ بے وطنی تھی۔ بھوک پیاس سے بچنے کے سامان نہ تھے۔ اطمینان کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ رضؓ کو توفیق دی اور انہوں نے ان سب خطرات کو قبول کیا۔ اور سمجھ لیا۔ کہ جب میں اللہ تعالےٰ کے لئے قربانی کرتی ہوں۔ تو وہ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ سب انبیاءؑ کی جماعتوں کو

درجہ بدرجہ قربانی

کرنی پڑتی ہے۔ اس وقت جو لوگ یہاں بیٹھے ہیں۔ ان میں سے اکثر ہیں۔ جن کو اپنے وطن قربان کرنے پڑے۔ پھر اب تو قادیان میں حالات کچھ درست ہو گئے ہیں۔ اور کچھ تجارتیں چل نکلی ہیں۔ مگر جو لوگ ابتدائی زمانوں میں یہاں آئے۔ ان کے گذارہ کی یہاں کوئی صورت نہ تھی۔

حضرت خلیفہ اول رضؓ

کو اللہ تعالےٰ نے ایک اعلیٰ درجہ کی ملازمت عطا فرمائی تھی۔ وہ چھوڑی۔ تو آپ نے اپنے وطن میں پریکٹس شروع کی۔ وہاں آپ کی بہت شہرت تھی۔ آپ کا وطن بھیرہ سرگودھا کے ضلع میں ہے۔ جہاں بڑے بڑے زمیندار ہیں۔ اور ان میں سے اکثر آپ کے بڑے معتقد تھے۔ پس وہاں کام چلنے کا خوب امکان تھا۔ لیکن آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنے قادیان آئے۔ چند روز بعد جب واپسی کا ارادہ کیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ دنیا کا آپ بہت کچھ دیکھ چکے ہیں۔ اب یہیں آ بیٹھئے۔ آپ نے اس ارشاد پر ایسا عمل کیا۔ کہ خود سامان لینے بھی واپس نہیں گئے۔ بلکہ دوسرے آدمی کو بھیج کر سامان منگوایا۔ اس زمانہ میں یہاں پریکٹس چلنے کی کوئی امید ہی نہ تھی۔ بلکہ یہاں تو ایک پیسہ دینے کی حیثیت والا بھی کوئی نہ تھا۔ مگر آپ نے کسی بات کی پروا نہ کی۔ پھر بھی آپ کی شہرت ایسی تھی۔ کہ باہر سے مریض آپ کے پاس پہنچ جاتے تھے۔ اور اس طرح کوئی نہ کوئی صورت آمد کی پیدا ہو جاتی تھی۔ مگر

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی قربانی

ایسے رنگ کی تھی۔ کہ کوئی آمد کا احتمال بھی نہ تھا۔ نہ کہیں سے کسی فیس کی امید تھی۔ نہ کوئی تنخواہ تھی۔ اور نہ وظیفہ۔ کسی طرف سے کسی آمد کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ مگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سیکرٹری کے طور پر کام کرتے تھے۔ اس وقت جتنے کام تمام محکمے کر رہے ہیں۔ یہ سب وہ اکیلے کرتے تھے۔ حالانکہ گذارہ کی کوئی صورت نہ تھی۔ اور یہ بھی وادی غیر ذی زرع میں

جان قربان کرنے والی بات

ہے۔ اور بھی کئی ایسے لوگ ہیں۔ اب تو یہاں بعض ملازمتیں نکل آئی ہیں۔ اور صنعت و حرفت کے بعض کام بھی چل پڑے ہیں۔ تجارت بھی کچھ نہ کچھ ہونے لگی ہے۔ گو لاہور۔ امرتسر وغیرہ بڑے شہروں کی طرح تو نہیں۔ مگر پھر بھی گذارہ کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن ابتدا میں ان چیزوں میں سے کچھ بھی یہاں نہ تھا۔ اور اب بھی دوست اگر اپنی قربانیاں جاری رکھیں۔ تو موجودہ حالت بھی ترقی کے لئے بیج بن جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ کہ وہ ہر قربانی کو جو انسان کرتا ہے۔

آئندہ ترقیات کیلئے بیج

کی حیثیت دے دیتا ہے۔ کئی لوگوں کی قربانیوں کی مثال بوڑھے درخت کی ہوتی ہے۔ جو صرف اپنے آپ کو ہی فائدہ پہنچاتے ہیں۔ کئی ایک کی مثال جوان پھلدار درخت کی ہوتی ہے۔ جو کچھ نہ کچھ فائدہ دنیا کو بھی پہنچاتے ہیں۔ مگر کئی ایک کی مثال اس بیج کی سی ہوتی ہے۔ جس میں سے سَو سَو دو دو سَو دانے پیدا ہو سکتے ہیں۔ ایسی ہی قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی طرح کی ہوتی ہے۔ اور کوئی انسان جتنی اس قسم کی قربانی کرتا ہے۔ اتنا ہی اللہ تعالیٰ اس میں

نشوونما کی طاقت

کو بڑھا دیتا ہے۔ حضرت ابراہیم عمؑ نے جب قربانی کی۔ تو اللہ تعالےٰ نے کہا۔ کہ آسمان کی طرف دیکھ جس طرح آسمان پر ستارے بے شمار ہیں۔ اسی طرح دنیا میں تیری نسل بھی بے شمار ہوگی۔ آج دنیا میں جدھر جاؤ

حضرت ابراہیمؑ کی نسل

نظر آتی ہے۔ کروڑوں یہودی ہیں۔ پھر سید بھی چالیس پچاس لاکھ ہوں گے۔ کروڑ دو کروڑ کے قریب قریشی ہیں۔ اور اس طرح تمام دنیا کی قریباً پانچ فی صدی آبادی ابراہیمی نسل سے ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی نسل کو اس قدر صرف اسلئے بڑھایا۔ کہ وہ اپنے آپ کو نیز اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی یہ قربانی ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے۔ کہ

اولاد قربان کرنے سے نسل بڑھتی ہے

اور اگر کوئی چاہتا ہے۔ کہ اسکی نسل بڑھے۔ اور پھیلے اور اسے اور اسکی نسلوں کو عزت ملے۔ تو اس کا طریق یہ ہے۔ کہ اپنی اولاد کو دین کی راہ میں قربان کر دے۔ یہ ایک ایسا گُر ہے۔ کہ ہمارے دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اگر وہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کی نسلیں دنیا پر چھا جائیں۔ اور ہزاروں سال تک ان کا نام عزت کے ساتھ زندہ رہے۔ تو وہ

اسوۂ ابراہیمی پر عمل پیرا

ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ کیا تھے۔ ایک معمولی رئیس تھے۔ جن کے پاس شائد چار پانچ سو بکریاں ہوں گی۔ سو دو سو اونٹ ہوں گے۔ جو آج ہزاروں لوگوں کے پاس ہیں۔ مگر ان کا کسی کو علم بھی نہیں ہوتا۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ کی یاد ساری دنیا میں قائم ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کی نسل کو وسعت دی اور اب تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ دے کر ان کی روحانی اولاد بھی بہت سی بنا دی ہے۔ اور اس طرح اور بھی عزت قائم کر دی۔ آج یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی یہودی حضرت ابراہیم کے لئے گالی برداشت کرے۔ مگر کوئی مسلمان یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ یہودی آپ کی ذریت سے ہیں۔ مگر کوئی یہودی آپ کے لئے روزانہ دعا نہیں کرتا ہوگا۔ لیکن مسلمان دن میں پانچ وقت اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم کہتا ہے۔ اور اس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ کے لئے بھی دعا کرتا ہے۔ یہ برکت حضرت ابراہیم کو اس قربانی کی وجہ سے ملی۔ اور یہ بات یاد رکھنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چاہیئے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا کوئی رشتہ نہ تھا۔ جو ان کو اتنی برکت دے دی۔ ہر شخص جو آپ کے نقش قدم پر چلے اور اپنے نفس اور اپنی اولاد کو

خدا تعالےٰ کی راہ میں قربان

کر دے۔ ان برکات سے حصہ پا سکتا ہے جو اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کو عطا کیں۔

پس اس عید سے یہ سبق سیکھا جائے۔ تو یہ ہمارے لئے خوشی کا موجب ہو سکتی ہے۔ ورنہ یہ ہمارے لئے خوشی کا نہیں بلکہ ملامت کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایسا انتظام کیا ہے۔ کہ ہر سال یہ عید آ کر ہمیں اپنے فرض منصبی کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ مگر ہم پھر بھول جاتے ہیں۔ پس دوستوں کو یہ سبق اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔ میں اسی پر خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔

آج بعض دوستوں کی طرف سے تحریک کی گئی تھی۔ کہ اعلان کر دیا جائے۔ کہ سب لوگ خطبہ کے لئے بیٹھے رہیں۔

کوئی خطبہ ختم ہونے سے پہلے نہ جائے

مگر میں نے اس سے روک دیا۔ کیونکہ قربانی کے لئے یا اور اشد ضرورتوں کے لئے چلے جانا جائز ہے مگر میں نے دیکھا ہے۔ کہ قریباً سب لوگ آپ ہی آپ بیٹھے رہے ہیں۔ شاید اسکی وجہ یہ ہو۔ کہ لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے آواز ہر جگہ آسانی سے پہنچ رہی ہے۔ یا شاید اللہ تعالےٰ نے ہی ان کے دل میں یہ بات ڈال دی۔ کہ سب کے سب بیٹھ کر خطبہ سنیں۔

اسی طرح مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھے لکھا تھا۔ کہ جو روزہ اس عید کے موقعہ پر رکھا جاتا ہے۔ وہ سنت نہیں۔ اس کا اعلان کر دیا جائے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ طریق ثابت ہے۔ کہ آپ صحت کی حالت میں

قربانی کر کے دکھاتے

تھے۔ تاہم یہ کوئی ایسا روزہ نہیں۔ کہ کوئی نہ رکھے تو گنہگار ہو جائے۔ یہ کوئی فرض نہیں۔ بلکہ نفلی روزہ ہے۔ اور مستحب ہے۔ جو رکھ سکتا ہو۔ رکھے۔ مگر جو بیمار بوڑھا یا دوسرا بھی نہ رکھ سکے۔ وہ مکلف نہیں۔ اور نہ رکھنے سے گنہگار نہیں ہوگا۔ مگر یہ بالکل بے حقیقت بھی نہیں۔ جیسا کہ مولوی بقاپوری صاحب نے لکھا ہے۔ میں نے صحت کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس پر عمل کرتے دیکھا ہے۔ پھر مسلمانوں میں یہ کثرت سے رائج ہے۔ اور یہ یونہی نہیں بنا لیا گیا۔ بلکہ مستحب نفل ہے۔ جس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تعامل رہا۔ اور جس پر عمل کرنے والا ثواب پاتا ہے۔ مگر جو نہ کر سکے اسے گناہ نہیں۔

اس کے بعد میں

دعا

کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس عید کو ہمارے لئے حقیقی عید بنائے۔ اور اسے اسلامی ترقیات کا موجب کرے۔ ہم میں باہمی محبت اور الفت پیدا کرے۔ اور مخالفتوں بغض و عناد اور عداوتوں کو دور کر دے۔ اور سب کے دلوں میں حقیقی ہمدردی اور محبت۔ پیار پیدا کرے۔ ہماری سستیوں اور کوتاہیوں کو دور کر کے محنت کی عادت ڈال دے تاہم دنیا میں کار آمد اور مفید وجود بن سکیں۔ نکمے۔ ذلیل اور ناکارہ نہ ہوں۔ آمین۔

وصیت ع ۵۷۵۹ ۔ منکہ نذیر احمد ناصر ولد میاں اللہ دتہ خاں قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن عہدی پور ڈاکخانہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ اگست ۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میرے والد صاحب خدا کے فضل و کرم سے بقید حیات ہیں۔ لہٰذا میری کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ میری تنخواہ اس وقت چالیس روپے ماہوار ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ کمی و بیشی کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ میں دیتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ خواہ وہ منقولہ ہو۔ یا غیر منقولہ۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے ورثاء کو مزاحمت کا کوئی حق نہ ہوگا۔ العبد نذیر احمد ناصر کلرک پی۔ ڈبلیو۔ ڈی سنٹرل ڈیرہ دون۔ گواہ شد محمد بشیر احمد احمدی عفی عنہ بقلم خود سیکرٹری مال انجمن احمدیہ ڈیرہ دون۔ گواہ شد عبد الحی احمدی موصی محلہ دار البرکات قادیان۔

نیجر کی درخواست میں فاروق کی برادری سے نہایت ادب کے ساتھ درخواست کرتا ہوں۔ کہ کیا آپ نے فاروق کے واسطے کم از کم ایک ایک خریدار بھی اب تک پیدا نہیں کیا؟ حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق آپ کا فرض ہے کہ جلد سے جلد فاروق کی خریداری دو ہزار تک پہنچا دیں۔ (نیجر)

احراری قلابازیاں

احرار پارٹی کے متعلق آج کل عجیب خبریں سننے میں آتی ہیں۔ یعنی خداوندان احرار میں سے بعض حضرات نے گاندھی جی کی تحریک (سول نافرمانی) پر لبیک کہتے ہوئے ستیہ گرہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ چنانچہ اخبار انقلاب ۷ جنوری لکھتا ہے۔ کہ "مولانا داؤد غزنوی میر عبد القیوم وکیل اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ جتنی بھی جلدی ہو سکے۔ کانگرس میں شامل ہو جائیں۔ اور سول نافرمانی کر دیں۔ اور بعض حضرات تو ایسے بھی ہیں۔ جو بڑی اماں یعنی کانگرس کی معرفت جیل میں جا بھی چکے ہیں۔ جیسا کہ حبیب الرحمٰن لدھیانوی۔ مظہر علی اظہر اور شیخ حسام الدین وغیرہ۔ لطیفہ یہ ہے۔ کہ بعض لیڈران میں سے ایسے بھی ہیں۔ جو یا تو کانگرس میں شامل ہوئے بغیر سول نافرمانی کرنا چاہتے ہیں۔ اور یا پھر ایسے بھی ہیں۔ جو سول نافرمانی کے سرے سے ہی انکاری ہیں۔ چنانچہ چودھری افضل حق صاحب اور سردار محمد شفیع۔ نے اخباروں کو لکھا ہے۔ کہ "مولانا داؤد غزنوی کا یہ فیصلہ ذاتی ہے۔ مجلس احرار کو اس سے کوئی تعلق نہیں"۔ ان خبروں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ احراری بزرگان میں پھوٹ پڑ چکی ہے۔ چنانچہ آگے جا کر بھی اخبار لکھتا ہے۔ کہ "رہائی کمان میں یہ تفرقہ بالکل نئی چیز ہے۔ یہ تو مسجد شہید گنج کے زمانہ میں بھی نہ ہوا۔ جب احراریوں کو ہر طرف سے بے بھاؤ کی پڑ رہی تھیں"۔ پھر احراریوں سے اپنی بیزاری ظاہر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ "ایمان کی یہ بات ہے۔ کہ ہم ان حضرات کو کانگرس میں ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم نے بہت مدت تک ان کی مسلم فریبی کو برداشت کیا ہے۔ یہ اسلام کے نام سے مسلمانوں کو دھوکا دے چکے۔ اب انہیں اسی جماعت میں شامل ہونا چاہیئے۔ جس کے ساتھ ان کے قلب وابستہ ہیں"۔ (انقلاب)

یہ رائے ان لوگوں کی ہے۔ جو آج سے چند سال قبل مجلس احرار کو ایک واحد تبلیغی جماعت اور ان کے لیڈر (بڈھ مولوی) عطاء اللہ شاہ بخاری کو امیر شریعت مانتے تھے۔ اور جن کی بیعت کرنا ہر مسلمان کا فرض سمجھتے تھے۔

احرار اس حالت تک کیوں پہنچے؟ اور کیوں آج اتنے ذلیل و خوار ہو رہے ہیں؟ اسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے پاک مسیح اور اس کے موعود خلیفہ کی شان میں زبان طعن دراز کی۔ اور اسکی پاک جماعت کو ذلیل و خوار کرنا چاہا۔ اور اس مقدس بستی میں جا کر جس بستی میں خداوند ذو الجلال نے اسلام کی شان دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے لئے اپنے مامور کو بھیجا۔ اس کو نیست و نابود کرنا چاہا۔ اور بڑے تکبر اور گھمنڈ کے ساتھ اور بڑی تحدی کے ساتھ اعلان کیا کہ "ہم عنقریب قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اور آج سے چند سال کے بعد مرزا صاحب کا نام لینے والا دنیا میں کہیں نظر نہیں آئے گا"۔ نادانوں نے سلسلہ حقہ کی مخالفت کی اور ذلیل و خوار ہوئے اور ایسے ذلیل ہوئے۔ کہ اب دوسرے مسلمان بھی ان کو منہ نہیں لگاتے۔ اسی زمانہ میں جبکہ انہوں نے قادیان میں جا کر جلسے کئے۔ اور اسکی پاک بستی کو نیست و نابود کرنا چاہا۔ اور اسکی پاک جماعت کو دنیا سے مٹانا چاہا۔ اور اس کو ذلیل و خوار کرنا چاہا۔ تو خدا کے پاک خلیفہ حضرت اقدس امیر المومنین بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان کے بارے میں ایک رؤیا دیکھی۔ جو کہ اخباروں میں بھی چھپ چکی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ "میں دیکھتا ہوں۔ کہ احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکل رہی ہے۔" اور کہ "یہ ذلیل و خوار ہوں گے۔" چنانچہ دنیا دیکھ رہی ہے۔ کہ احرار کتنے ذلیل و خوار ہوئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ اور ان کے لیڈروں نے مانا۔ کہ واقعی احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی ہے۔ اور اس کے مقابل پر سلسلہ احمدیہ جس کو یہ لوگ فناہ کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ ترقی پر ترقی کرتا چلا جا رہا ہے۔ کاش یہ سمجھتے کہ سلسلہ حقہ کی مخالفت کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ ہر نبی کے سلسلہ کی مخالفت ہوئی۔ مگر خدا نے دشمن کو ہمیشہ نامراد رکھا۔ اور ہمیشہ اپنی پاک جماعت کو دشمنوں پر غالب کیا۔ چنانچہ اب بھی مسلمان خود اور ان کے اخبارات گواہی دے رہے ہیں۔ کہ احراریوں نے احمدیت کی مخالفت کی۔ مگر کامیاب نہ ہوئے۔

چنانچہ اخبار انقلاب ۱۹ دسمبر لکھتا ہے۔ "ہندوستان کے سیاسی میدان میں احراریوں کی حیثیت بہت مضحکہ خیز ہے۔ ایک زمانے میں انہوں نے بیٹھے بٹھائے قادیانیوں کے خلاف طوفان برپا کر دیا۔ اور کہنے لگے۔ کہ ہم اس فرقہ کو نیست و نابود کر دیں گے"۔ پھر آگے چل کر لکھتا ہے۔ کہ "اس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ چنانچہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند مہینے کی آوارہ گردی کے بعد اس معاملے میں ایسے خاموش ہوئے۔ کہ گویا قادیانیوں کا نام ونشان مٹ چکا ہے۔ اور اب احراریوں کے لئے کوئی کام باقی نہیں رہا۔"

احراری ٹولی کے (امیر) شریعت عطاء اللہ بخاری (ناظرین، صاحب موصوف کو امیر شریعت کے القاب سے ملقب کرنا گویا گدھی کے کان میں جھندے ڈالنے کے مترادف ہے) کی حالت ملاحظہ ہو۔

آج سے چند ماہ پیشتر جب کانگرس کی طرف سے ان کی مٹھی گرم کی گئی۔ تو انہوں نے اور نیز ان کے ساتھیوں نے شہروں میں جاجا کر تقاریر کرنی شروع کیں۔ اور کہنا شروع کیا کہ "ہم حکومت کو کسی قسم کی مدد نہیں دیں گے۔" اور بڑے زور کے ساتھ کہنے لگے۔ کہ "ہم ایک مسلمان کو بھی سمندر پار نہیں جانے دیں گے۔" مگر اب کیفیت یہ ہے۔ کہ لاکھوں ہندوستانی جن میں سے ہزاروں مسلمان ہیں۔ ہندوستان سے باہر جنگ کے سلسلہ میں جا چکے ہیں۔ اور پھر جب حکومت نے مولوی صاحب پر تشدد کی تحریک کرنے کے الزام میں مقدمہ چلایا۔ تو انہوں نے ہائیکورٹ لاہور میں صریحاً جھوٹ بول کر اپنی جان بچائی۔ کہ "حضور" میں تو بیس برس سے عدم تشدد کا پرچار کر رہا ہوں۔ ہنگو سے ڈھاکہ اور شملہ سے بمبئی تک کروڑوں آدمیوں میں میں نے عدم تشدد کا پرچار کیا۔ لاکھوں کو میں نے اپنا ساتھی بنایا۔" اور قید کی خوف سے یہانتک کہہ گئے۔ کہ "عدم تشدد کو میں مذہبی طور پر اپنا فریضہ سمجھتا ہوں۔" پھر جب جیل سے باہر نکلے۔ تو انہوں نے ملک کے نام پہلا پیغام یہ دیا۔ کہ "حکومت انگریزی کے ساتھ تعاون کیا جائے۔"

(پرتاب ۷ اپریل ۱۹۴۰ء)

چنانچہ انجمن پارک امرتسر کے ایک جلسہ میں مولوی عبد الغفار صاحب غزنوی کی صدارت میں مولوی بخاری صاحب نے کہا۔ کہ "لوگوں کو حکومت کے ساتھ پورا تعاون کرنا چاہیئے۔ اگر حکومت منع کرے۔ کہ پاؤں ملا کر چلیں۔ تو خبردار پاؤں ملا کر چلیں۔ اگر حکومت فوجی وردی یا بیج لگانے سے منع کرے۔ تو آپ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ حکومت کے اس حکم کو بھی مانیں۔ حکومت کی مخالفت کرنا غلطی ہے۔" نیز کہا۔ کہ ہندوستان کو بچانے کے لئے "ہم کو ہر قسم کی قربانی کرنی چاہیئے۔" لیکن اب جبکہ کانگرس نے حکومت کے خلاف سول نافرمانی شروع کر دی ہے۔ مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری اور ان کے چیلوں نے پھر پلٹا کھایا ہے۔

اور انہوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ مجلس احرار کو آگ لگا کر کانگرس میں شامل ہو جائیں۔ اور سول نافرمانی کریں۔ مولوی بخاری صاحب اور ان کے چیلہ جات کبھی تو حکومت کے خلاف بغاوت پھیلانا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اور کبھی حکومت کے ساتھ تعاون کرنا۔ ان کے ہیر پھیر سے اب پبلک آگاہ ہو چکی ہے۔ حضرات مولوی بخاری صاحب نے تو یونہی کہا۔ جیسا کہ پنجابی میں ایک مثل ہے۔ "کبھوں چوں کے کھوتی بوہڑ ہیٹھاں" کیونکہ ان کا رویہ ایسا ہے۔ کہ کبھی کانگرس سے علیحدگی۔ اور کبھی پھر کانگرس کی گود میں۔ ان کو اللہ ہی سمجھائے۔

(خاکسار اقبال احمد خاں ایاز کلانوری)

رجسٹرڈ **سرجن آئل** رجسٹرڈ

جوکہ ورم۔ چوٹ۔ رگڑ۔ زخم۔ آبلہ۔ مغلئی پھوڑا پھنسیوں کے لئے اکسیر ہے۔ نیز داد کے لئے فائدہ مند ہے۔ اور مکھی۔ بھونڈی۔ زنبور۔ بھڑ بچھو وغیرہ کے کاٹے کا تریاق ہے سرجن آئل کے لگانے سے ورم۔ درد۔ بے چینی اور جلن فوراً جاتی رہتی ہے۔ اور تازہ زخم کا خون فوراً بند ہو کر زخم بہت جلد مندمل ہو جاتا ہے۔ نیز پھوڑا پھنسی پر لگانے سے خود بخود پھٹ کر اس کا گند نکل جاتا ہے۔ سرجن آئل کھلاڑیوں کے لئے بے نظیر مددگار ہے۔ زخموں۔ رگڑوں پر لگانے سے فوراً آرام آ جاتا ہے۔ نیز حیوانات کے لئے بھی سرجن آئل ویسا ہی فائدہ مند ہے۔ جیسے انسانوں کے لئے۔ ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔ قیمت فی شیشی ۶/ شیشی کلاں ۱۰/ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

(ڈاکٹر) ایم۔ اے بھٹی سرجن آئل فارمیسی قادیان (پنجاب)

اعلان

مختلف محلہ جات میں قابل فروخت مکانات اور قطعات زمین موجود ہیں۔ ضرورت مند احباب ہم سے خط وکتابت کریں۔

نیز جنرل سروس کمپنی تعمیر عمارات کا کام بھی کرا رہی ہے۔ خواہشمند احباب شرائط تعمیر منگوا کر فیصلہ فرماویں۔

(منیجر جنرل سروس کمپنی قادیان)

پیغامی مشن!

غیر مبایعین کا قادیان میں ایک جلسہ اور احمدیہ بلڈنگس کا سالانہ جلسہ

اخبار "پیغام صلح" (۲۸ جنوری ۱۹۴۱ء) میں انجمن انصار احمدیہ کے اس جلسہ کی جو قادیان میں ۲۹ دسمبر ۱۹۴۰ء کو منعقد ہوا۔ اور جس میں غیر مبایعین کے مبلغین نے تقاریر کیں۔ رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس رپورٹ میں جلسہ کی حاضری کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ "جلسہ گاہ میں کم از کم چار سو اشخاص موجود تھے۔ ارد گرد کے مکانوں پر بھی عورتیں اور مرد بیٹھے ہوئے جلسہ کی کارروائی سن رہے تھے۔"

مزید لکھا ہے۔ کہ:۔

"بازاروں میں کھڑے ہو کر سننے والوں اور مکانوں پر بیٹھ کر سننے والوں کی تعداد کا اندازہ بھی کم از کم چار سو لگایا گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کم از کم آٹھ سو نفوس نے جن میں اکثر قادیانی اصحاب تھے۔ اس جلسہ کی کارروائی کو سنا۔"

ایسا ہی اس جلسہ کی رپورٹ کے ابتداء میں لکھا ہے۔ کہ:۔ "جلسہ میں لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔ کم از کم آٹھ سو نفوس نے ہماری تقاریر کو سنا۔"

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ غیر مبایعین نے انجمن انصار احمدیہ کے جلسہ کی کامیابی کا اظہار کرنے کے لئے اس امر کا خصوصیت سے ذکر کرنا ضروری سمجھا۔ کہ جلسہ میں کس قدر حاضری تھی۔ اور اس حاضری کے اظہار کے لئے انہوں نے "لاؤڈ سپیکر" کا بھی ذکر کیا۔

مگر کس قدر تعجب اور حیرت کا مقام ہے۔ کہ غیر مبایعین اپنے مرکزی سالانہ جلسہ منعقدہ احمدیہ بلڈنگس کی روئیدادوں میں کبھی بھی ان امور کا ذکر نہیں کرتے۔ اور کبھی نہیں بتاتے۔ کہ وہاں جہاں صرف ان کے مبلغین ہی تقاریر کرنے والے نہ تھے۔ بلکہ ان کے حضرت امیر مولوی محمد علی صاحب وغیرہ بھی تقریریں کرتے ہیں۔ اس جلسہ میں بیرونجات سے کس قدر غیر مبائع آتے ہیں۔ کتنے ہندو۔ سکھ غیر احمدی شامل ہوتے ہیں۔ اور انصار احمدیہ کے جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے تو وہ یہ لکھنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ کہ:

"لاؤڈ سپیکر کی آواز تین مختلف اطراف میں بلند کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔" مگر "پیغام صلح" اپنے مرکزی جلسہ کی روئیدادوں میں نہ صرف حاضرین کی تعداد کا ذکر نہیں کرتا ہے۔ بلکہ لاؤڈ سپیکر کا بھی کبھی ذکر نہیں کرتا۔ اگر کچھ لکھا ہے۔ تو صرف یہ کہ "امسال ہمارا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ ایک قلیل التعداد قوم اپنے مرکز میں جمع ہوئی۔"

(پیغام صلح ۳ جنوری ۱۹۴۱ء صفحہ ۱)

جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے مرکزی جلسہ کو اب تک کامیاب نہیں بنا سکے۔ جس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ کسی قوم کے بنائے ہوئے صدر یا امیر کی وہ کشش نہیں ہوتی۔ جو کہ خدا کے بنائے ہوئے "خلیفہ" میں مقناطیسی جاذبیت ہوتی ہے۔

غیر مبایعین کو مرکز سلسلہ احمدیہ قادیان سے فرار کئے $\frac{26}{27}$ برس یعنی ربع صدی سے زائد عرصہ ہو گیا ہے۔ جب وہ الگ ہوئے تھے تو ان کے لیڈران یہ اعلان کرتے پھرتے تھے کہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو "ابھی بمشکل قوم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے۔" (پیغام صلح ۵ مئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۱ کالم ۳)

گویا قادیان سے علیحدہ ہوتے وقت غیر مبایعین کے ساتھ جماعت احمدیہ کا پچانوے فی صدی کا حصہ تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی غیر مبایعین کی انتہائی مخالفتوں۔ ریشہ دوانیوں اور مخالفین کے ساتھ مل کر ہر طرح مبایعین کو کچلنے کی تدابیر کرنے کے آج یہ حالت ہے۔ کہ وہی جماعت قادیان جس کی نسبت کہا گیا تھا۔ کہ وہ صرف پانچ فی صدی ہیں۔ ان کے حالیہ سالانہ جلسہ قادیان میں جس قدر آدمی شامل ہوئے ہیں۔ اس کا خود غیر مبایعین ہی اس امر سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مردانہ جلسہ کی وسعت ۲۱۰ × ۲۱۰ فٹ تھی۔ اور چاروں طرف آٹھ آٹھ گیلریوں کی اونچائی تھی۔ اور ہمارا سٹیج ۲۶ × ۵۲ فٹ تھا۔ اور پھر لطف یہ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقاریر کے وقت جلسہ گاہ اس قدر بھرپور ہوتی ہے۔ کہ تل رکھنے کو جگہ نہیں ہوتی۔ یہ تو صرف مردانہ جلسہ کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حال ہے۔ مستورات کا جلسہ الگ ہوتا ہے۔ جسکی وسعت امسال ۲۰۰ × ۱۵۰ فٹ تھی۔ جس کے اردگرد قناتوں کا پردہ تھا۔ اس سے غیر مبائع اصحاب ہمارے جلسہ میں شامل ہونے والی مستورات کی تعداد کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور دونوں جلسہ گاہوں میں علیحدہ علیحدہ لاؤڈ سپیکروں کا اہتمام تھا۔ پھر جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کرنے والے مرد عورتوں کے کھانے کے لئے جو انتظام تھا۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ تین مختلف جگہوں پر لنگر خانے بنائے گئے۔ جہاں مجموعی طور پر ۱۰۱ تنور روٹی تیار کرنے کے لئے لگائے گئے تھے۔

غرض جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان کے سالانہ جلسہ کی کامیابی کا خود ہی ان حقائق سے غیر مبائع اصحاب اندازہ کرلیں۔ اور اس کے بعد وہ اپنے جلسہ کا حال دیکھیں۔ تو اس سے وہ معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ گذشتہ $\frac{۲۶}{۲۷}$ سال میں دونوں فریقوں میں سے کس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

میں اسجگہ اپنے بعض ذاتی مشاہدات کا ذکر بھی موزوں سمجھتا ہوں۔

مجھے ۲۵ر دسمبر ۱۹۴۰ء کو ایک ضروری کام کے لئے ایسے موقعہ پر لاہور جانے کا اتفاق ہوا۔ جبکہ اسی روز غیر مبایعین کے سالانہ مرکزیہ جلسہ کا پہلا دن تھا۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کی افتتاحی تقریر بھی ہونے والی تھی۔ اس لئے میں احمدیہ بلڈنگس میں چلا گیا۔ میرے ساتھ بعض اور احباب بھی تھے۔ چونکہ جلسہ ابھی شروع نہ ہوا تھا۔ مجھے غیر مبایعین کے جلسہ کے بعض کوائف دیکھنے کا بھی موقع مل گیا۔ چنانچہ میں نے دیکھا۔ کہ مہمانوں کے لئے صرف ۳ تنور روٹی پکانے کے لئے لگے ہوئے تھے۔ ان میں سے بھی ایک بند تھا۔ اور صرف ۲ تنوروں پر کھانا پک رہا تھا۔ مہمانوں کی رہائش کے لئے صرف چند کمرے تھے۔ اور کھانا کھانے کے لئے ایک سائبان کے نیچے میز کرسیوں کا انتظام ہوتا۔

اس کے بعد جب جلسہ کا وقت ہو گیا۔ تو ہم مسجد میں چلے گئے۔ مگر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جبکہ میں نے دیکھا۔ کہ غیر مبایعین کا سالانہ جلسہ ابھی تک ایک چھوٹی سی مسجد میں ہی ہوتا ہے اور اس پر بھی طرہ یہ کہ اگرچہ صحن مسجد کے سامنے اور داہنی طرف مسجد سے باہر تین تین کرسیوں کی قطاریں بچھیں۔ مگر جلسہ کا اسٹیج صرف صحن ہی میں تھا۔ جس کے بائیں جانب مستورات کے بیٹھنے کے لئے پردہ کا انتظام تھا۔

یہاں تک کہ جناب مولوی محمد علی صاحب کی افتتاحی تقریر کے اختتام تک مسجد کا صحن بھی حاضرین جلسہ سے پُر نہ ہوا۔ اور صدر جلسہ نے (جن کا چہرہ شعار اسلامی سے خالی تھا) اعلان کیا۔ کہ مسجد کے اندر جگہ ہے جو آسکتے ہیں آکر بیٹھ جائیں۔ لیکن افسوس کہ غیر مبایعین کے جلسہ کا پہلا اجلاس بھی ختم ہو گیا۔ اور مسجد کا اندرونی حصہ تو پہلے ہی خالی پڑا تھا۔ مگر صحن مسجد پھر بھی نہ پُر ہو سکا۔ اجلاس اول کے اختتام پر میں نے کئی آدمیوں سے جلسہ گاہ کی حاضری کی بابت دریافت کیا۔ مگر سب نے مردوں کی تعداد چار پانچ سو کے اندر اندر بتائی۔ گویا غیر مبایعین کے سالانہ جلسہ کی کل حاضری کے لگ بھگ ہی سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کے ہاتھ پر اس سالانہ جلسہ میں بیعت کرنے والوں کی تعداد ہے۔ یعنی ۳۸۶۔ کیونکہ غیر مبایعین کی اس حاضری میں مسلم ہائی اسکول کے طلباء و غیر مبایعین کے مرکزی ممبران بھی شامل تھے۔ اور بیرونجات سے آنے والے مہمان تو عورتوں کو چھوڑ کر ڈیڑھ دو صد سے بمشکل زائد ہوں گے۔ لہٰذا لاؤڈ سپیکر کی اس جلسہ میں تو کوئی ضرورت ہی محسوس نہیں کی جا سکتی۔ اور اس رفتار سے غالباً مزید ۲۵ سال تک بھی ضرورت محسوس نہ ہوگی۔ کیونکہ ۲۵ برس کا عرصہ تو مسجد کے اندرونی حصہ کے پُر کرنے کے لئے درکار ہے۔

یہی وجہ ہے۔ کہ غیر مبایعین اپنے مہمانوں کے لئے دو تنور اور غایت کار ۳ کافی سمجھتے ہیں۔ اور ان کے لئے اپنی مسجد میں نماز فجر کے بعد چائے کا بھی بندوبست کر لیتے ہیں۔ سو دونوں جماعتوں کے سالانہ جلسوں کی حاضری کو ہی اگر دیکھا جائے۔ تو غیر مبایعین پر صاف روشن ہو جاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دونوں میں سے کس فریق کے ساتھ ہے۔ کاش ہمارے یہ بچھڑے ہوئے بھائی ان حقائق پر غور کریں۔ اور ان سے کچھ فائدہ حاصل کریں۔ وما علینا الا البلاغ۔ خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل از قادیان۔

آخری فیصلہ کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب کے بعض اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ کسر صلیب اور احمدیت کی کامیابی

(از جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے)

مولوی ثناء اللہ صاحب کا اعتراض

میرا ایک مضمون گذشتہ سال "الفضل" میں شائع ہوا تھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کے جواب میں تمام دلائل کو بالائے طاق رکھتے ہوئے لکھا ہے:۔

"چودھری صاحب نے اپنے تازہ مضمون میں بڑے فخر سے لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب کی دعا کے بعد جماعت احمدیہ روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔ پس ہمارے حق پر ہونے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے باطل پر ہونے کا یہی ثبوت کافی ہے۔ ہم حیران ہیں کہ متکلمین کے اس گروہ کا کیا نام رکھیں۔ چودھری صاحب سنیئے۔ آپ کی اس دلیل پر نقض اجمالی یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے جس زمانہ میں عیسائی مذہب کی بیخ کنی کا دعویٰ کیا تھا۔ ان دنوں ہندوستان میں عیسائیوں کا شمار آپ نے براہین احمدیہ میں پانچ لاکھ لکھا تھا۔ مگر آج ہندوستان کے مسیحیوں کا شمار اٹھاسٹھ لاکھ انیس ہزار آٹھ سو انتیس ہے۔ یہ شمار مسیحی جنتری بابت ۱۹۳۹ء میں شائع ہوا ہے۔ جس کا اوسط اضافہ ہر ماہ میں پندرہ ہزار لکھا ہے"

(اہلحدیث ۱۵ر اپریل ۱۹۴۰ء)

عیسائیت پر احمدیت کا غلبہ

مولوی صاحب! جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا تھا۔ اس وقت ہمارا کوئی مشن عیسائی ممالک میں نہ تھا۔ لیکن اب خدا تعالیٰ کے فضل سے عیسائی ممالک میں ہمارے کئی مشن کام کر رہے ہیں۔ اور سینکڑوں نہیں ہزاروں لوگ عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام کو قبول کر رہے ہیں۔ پھر قابل غور بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ دنیا کو تلوار سے فتح کرنے کا نہ تھا۔ بلکہ دلائل اور روحانیت کے ذریعہ مذاہب عالم پر غلبہ حاصل کرنے کا تھا۔ جو آج ہر شخص کو نظر آرہا ہے۔ چنانچہ اس وقت روس اور جرمنی دونوں عیسائیت سے بیزار ہیں۔ روسی عیسائیوں میں سے بیس کروڑ لوگ عیسائیت کو چھوڑ کر دہریت اختیار کر چکے ہیں۔ اور جرمنوں نے عیسائیت کی بجائے ایک نیا مذہب نکالا ہے۔ اور صلیب کی بجائے اپنے جھنڈے کا نشان انہوں نے سواستیکا قرار دیا ہے۔ جو آرین تہذیب و تمدن کا نشان ہے۔ سنسکرت میں اس لفظ کے معنے اچھی آب و ہوا کے ہیں۔ اور یہی نشان ہندوستان میں ہندوؤں کے مذہبی تہواروں اور تقریبوں پر استعمال ہوتا ہے۔ پھر جرمنوں نے اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے یہودی نسل کی دشمنی کا بھی اعلان کر دیا۔ جس میں ایک رنگ میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام بھی شامل ہیں۔

اسی طرح انگلش چرچ کے بشپوں نے اعلان کیا۔ کہ مسیح کی ابنیت مسیح کے لئے محض استعارہ کے رنگ میں ہے۔ علاوہ ازیں جنگ عظیم نے مسیحی اقوام کی مالی اور سیاسی طاقت کو کمزور کر دیا ہے۔ یہانتک کہ جو فاران مشن عیسائیوں کے تھے۔ وہ کثرت سے ٹوٹ گئے ہیں۔ اور اب عیسائیت کا وہ زور ہندوستان میں نہیں رہا۔ جو پہلے تھا۔ مگر مولوی صاحب پر صلیب کی سطوت کا بھوت ایسا سوار ہے۔ کہ اترنے میں نہیں آتا۔ اور وہ یہی کہے چلے جاتے ہیں۔ کہ صلیب اور صلیب پرستوں کی طاقت میں کوئی ضعف نہیں آیا۔

چوہڑوں۔ چماروں کے عیسائی ہونے کی حقیقت

رہی یہ بات کہ ہندوستان میں چند لاکھ لوگ جن میں اکثر چوہڑے چمار ہیں۔ عیسائی ہو گئے ہیں۔ ان کی حقیقت جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ روس اور جرمن کی ہڑک عیسائیت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ ہمارے علاقہ کے جو چمار اور چوہڑے عیسائی ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا۔ وہ اصرار سے کہتے ہیں۔ کہ ہم مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں مانتے اس سے ظاہر ہے۔ کہ صلیب تو ٹوٹ چکی ہے۔ ہاں اگر بعض لوگ باوجود توحید کے قائل ہونے کے اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب کرتے رہیں۔ تو اس سے کسر صلیب کے دعویٰ پر کوئی زد نہیں پڑ سکتی۔

مسلمانوں کی تحریک خلافت کی ناکامی

میں نے اپنے پچھلے مضمون میں تفصیلاً لکھا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ کا ایسی نیم سیاسی یا نیم مذہبی تحریکات سے مقابلہ کرنا۔ جو آندھی کی طرح اٹھتی اور بگولے کی طرح غائب ہو جاتی ہیں۔ درست نہیں۔ اس رنگ میں یا تو مولوی صاحب پبلک کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ یا خود ان کی عقل ایسی کمزور ہے۔ کہ اس کا فرق انہیں نظر نہیں آتا۔ میں پہلے بھی ذکر کیا تھا۔ کہ مسلمانوں میں ایک تحریک بنام تحریک خلافت جاری ہوئی۔ اور انہوں نے گاندھی جی سے اتحاد بھی قائم کر لیا۔ لیکن زمانہ نے ایسا پلٹا کھایا۔ کہ خود ترکوں نے خلافت سے انکار کر دیا۔ اور تحریک خلافت کے زعیم مولانا محمد علی صاحب اور مولانا شوکت علی صاحب کانگرس کے اتحاد سے توبہ کر کے فوت ہو گئے۔ اس تحریک سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس قدر مسلمانوں کو نقصان پہنچا۔ اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک بابرکت تھی۔ اس وقت کے بڑے بڑے علماء کے بچھائے ہوئے کانٹے مسلمان اس وقت تک نکال رہے ہیں۔ اس تحریک کی بدولت موپلہ قوم کو جلاوطن کر کے کالے پانی بھیجا گیا۔ ان کی جائیدادیں اور املاک جو تباہ ہوئے۔ وہ اس کے سوا ہیں۔

تحریک ہجرت کی ناکامی

اس کے بعد آپ لوگوں نے تحریک ہجرت جاری کی اور اس کو کامیاب کرنے کے لئے بڑے بڑے جھنڈے بلند کئے۔ اور گروہ در گروہ لوگوں کو لے کر افغانستان میں گھسنے کی کوشش کی۔ لیکن آپ کے ہم مذہب امیر نے کہا۔ کہ ان لوگوں کے لئے ہمارے پاس کوئی جگہ نہیں ہزارہا لوگ بے خانماں ہو گئے۔ جائیدادیں اور گھر کوڑیوں کے مول بک گئے۔ سینکڑوں لوگ بغیر کسی جرم کے قتل کر دیئے گئے۔ اموال لوٹ لئے گئے۔ اور اگر ترک وطن کرنے والے مسلمانوں کی حکایات درست ہیں۔ تو وہ جوان عورتیں جو ہجرت میں شامل ہوئی تھیں۔ پٹھانوں کی شہوانی خواہشات کا ترلقمہ بن گئیں۔ اور باقی رہنے والے نہایت سراسیمگی اور پریشانی کی حالت میں ہندوستان واپس آئے۔ اسی طرح احرار نے بھی مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا۔ پس جماعت احمدیہ کا ایسی تحریکات کے ساتھ مقابلہ کرنا مولوی صاحب کی نافہمی ہے۔

حضرت مسیح موعود کے انفاس طیبہ کی تاثیرات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور انفاس طیبہ کی تاثیرات سے عیسائیت آہستہ آہستہ کمزور ہو رہی ہے۔ چنانچہ روس میں عیسائیت کا تختہ الٹ دیا گیا۔ اور جرمنی میں بھی اسکی روح مفقود ہو چکی ہے۔ جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں۔ ان کے جھنڈے پر بجائے عیسائیت کے سواستیکا کا نشان لہرا رہا ہے۔ تمام یورپ لرزہ براندام ہے۔ اور چاروں طرف سے یہ آواز آ رہی ہے۔ کہ یورپین تہذیب چند دنوں کی مہمان ہے۔ اور اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے کا مصداق ہو کر میدان کارزار کے شعلوں میں بھسم ہو رہی ہے۔ لیکن تعجب ہے۔ مولوی صاحب کے کان میں ابھی تک اہالیان یورپ و امریکہ کی اس چیخ و پکار کی آواز نہیں پہنچی۔

جرمنی اور روس کا اتحاد

"سول اینڈ ملٹری گزٹ" ۱۷ رمئی ۱۹۴۱ء کی اشاعت میں جے۔ سی۔ پی مارٹن روسی سابق ممبر کونسل پرتگال کا جو کہ ایک پرتگیز یورپین ہیں۔ ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کا عنوان ہے۔ "تہذیب یورپ ظلمات میں غرق ہو رہی ہے۔" اس مضمون میں وہ لکھتے ہیں۔ جرمنی اور روس میں جو اتحاد ہے۔ اس کو صرف اتحاد دینی سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ وہ اتحاد اس سے بہت بڑا ہے۔ یہ اتحاد عیسائیت کے مقابلہ میں ہے۔ اور روسی اخبار کا حوالہ دیتے ہوئے اس نے لکھا ہے۔ کہ پرودا کی ۲۰ راگست ۱۹۳۹ء کی اشاعت میں لکھا ہے۔ کہ جرمنی اور روس آئندہ ان تمام عیسائی اصول کی مخالفت کریں گے۔ جو کسی نہ کسی رنگ میں دونوں حکومتوں پر مخالفانہ اثرانداز ہوں۔ یہ لوگ عیسائی تہذیب کے دشمن ہیں اور عیسائیت کی تباہی کے لئے آپس میں مل گئے ہیں۔ گرجے بند کر دیئے گئے ہیں۔ اور ان کے تقدس کو توڑ دیا گیا ہے۔ راستوں پر جو صلیبیں لگائی گئی تھیں وہ سب توڑ دی گئی ہیں اور ان کو پاؤں کے نیچے کچلا جاتا ہے اور عیسائی بزرگوں کی قبروں کو گرا دیا گیا۔ پادریوں کو جسمانی عذاب دے کر گولی سے اڑا دیا جاتا ہے۔ پولینڈ کے علاقہ میں ۲۶۷۰ پادریوں کو جلاوطن کر دیا گیا۔ پولینڈ خواہ نازیوں کے ماتحت ہو یا روسیوں کے۔ اس میں سے عیسائیت کو اڑانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جرمنی میں بھی عیسائیت کو حکومت کے خلاف ایک سازش سمجھا جاتا ہے۔

یورپ میں بلحاظ مذہب خلا پیدا ہو چکا ہے

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یورپ میں اب عیسائیت نہیں بلکہ بلحاظ مذہب یورپ میں خلا پیدا ہو چکا ہے۔ اور چونکہ خلا محال ہے۔ اس واسطے ہمیں امید ہے۔ کہ عیسائیت کے دور کے بعد جو لامذہبیت اور دہریت کا دور شروع ہوا ہے وہ چند سالوں میں ختم ہو کر سچے مذہب کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مواقع پیدا کئے جانے والے ہیں۔ اور انگلستان اور اسلامی ریاستوں کو اللہ تعالیٰ مجبور کر رہا ہے۔ کہ وہ مل کر لامذہبیت کا مقابلہ کریں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ انگریز اور دیگر اقوام جو انگریزوں کے ساتھ متفق ہیں۔ اسلام کے متعلق اپنا زاویہ نگاہ بدلنے پر مجبور ہو جائیں گی۔

اسلام کی فتح اور عیسائیت کا اضمحلال

پس ہمیں اسلام کی فتح اور عیسائیت کا اضمحلال صاف طور پر نظر آ رہا ہے۔ اور انہی واقعات کے پیش نظر جماعت احمدیہ نے تمام مذہبی ممالک میں مبلغین و مجاہدین کا ایک جال بچھا دیا ہے۔ تاکہ یورپ کے باشندے العطش العطش کرتے ہوئے جب اسلام کی طرف دوڑیں۔ تو اسلام کے سمجھنے کے لئے کافی مواد ہر ایک زبان میں پہلے سے موجود ہو۔

وفات مسیح ؑ کی دودھاری تلوار

قرآن شریف میں آتا ہے۔ لیھلک من ھلک عن بینۃ۔ کہ جو چیز دلیل سے ٹوٹ جائے۔ وہی صحیح معنوں میں ٹوٹی ہوئی قرار دی جا سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ مذاہب عالم کو تلوار سے فتح کرنے کا نہیں تھا۔ بلکہ دلائل اور روحانیت کا غلبہ مراد تھا۔ سو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیات مسیح کے عقیدہ کی تردید کر کے وفات مسیح کی ایسی دودھاری تلوار چلائی۔ کہ وہ ایک ہی وقت میں مولویوں اور پادریوں دونوں کے سر پر برابر پڑی۔ شاید اسی واسطے مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح دوسرے غلط عقائد کی تردید کی اور روحانی رنگ میں یہ ظاہر کیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت مسیح سے اس قدر بلند شان رکھتے ہیں۔ کہ ان کا غلام بھی مسیح سے بڑھ سکتا ہے۔ جیسے فرمایا ؎

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

تبلیغی مشنوں کا قیام

پھر عملی رنگ میں ایسی جگہ مشن قائم کئے جہاں قرون اولیٰ کے مسلمان مبلغین بھی نہیں پہنچے تھے جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا۔ اس وقت کوئی ایک مشن بھی عیسائی ممالک میں نہ تھا۔ لیکن اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے آپ کی جماعت کے تمام عیسائی ممالک میں مشن موجود ہیں، اور ہزارہا لوگوں نے عیسائیت کو ترک کر کے اسلام قبول کیا ہے۔

کسر صلیب مسیح موعود ؑ کی دعاؤں سے ہوگی

حدیث میں آیا ہے۔ مسیح کسر صلیب کرے گا۔ اور یہ کسر صلیب مسیح کی دعاؤں سے ہوگی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے مخفی رنگ میں یورپ میں حالات جس طرح بدل رہے ہیں۔ وہ ظاہر ہیں۔ روس سارے کا سارا عیسائی تھا۔ اب دہریہ ہو چکا ہے۔ اب آپ کہیں گے۔ کہ دہریت عیسائیت سے بھی بدتر ہے۔ لیکن یہ اسلامی تبلیغ کے نقطۂ نگاہ سے غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ان کی تختی عیسائیت کے بد اثرات اور داغوں سے صاف ہو چکی ہے۔ اور خلا پیدا ہو گیا ہے۔ جو محال ہے۔ ۲۰ کروڑ جرمنوں نے عیسائیت کو چھوڑ کر سواستیکا کا جھنڈا لہرایا ہے۔ اور جرمنوں میں یہ رَو بڑے زور سے چل رہی ہے۔ کہ وہی پرانا مذہب جو عیسائی ہونے سے پہلے تھا۔ اختیار کرنا چاہیئے۔

ہمیں حیرت ہے۔ کہ عیسائیت اور یورپ کا جو حال آج ہو رہا ہے۔ اور جس مصیبت میں آج عیسائیت مبتلا ہے۔ مولوی صاحب کو اس کا کیوں علم نہیں۔ مولوی صاحب یہ نہیں سمجھتے۔ کہ عیسائیت جس کا مرکز یورپ ہے۔ اس طرح پگھل رہی ہے جس طرح لوہا بھٹی میں پگھلتا ہے۔ اور عیسائیت کے ساتھ یورپین تہذیب بھی تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ یہ مسلمانوں کی اپنی غلطی ہوگی۔ اگر وہ اہل یورپ کو تبلیغ کر کے مسلمان نہ کریں۔ کسر صلیب کا مطلب صرف اس قدر ہے۔ کہ عیسائی مذہب اُڑ جائے۔ یہ نہیں کہ وہ سارے کے سارے مسلمان ہو جائیں۔ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض قومیں ان میں سے مسلمان ہو جائیں گی۔ اور بعض تباہ ہو جائیں گی۔ جیسا کہ فرمایا۔ قلنا یا ذا القرنین اما ان تعذب و اما ان تتخذ فیھم حسنا۔ (الکہف) اس سے ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ ایمان لے آئیں گے۔ ان کو اللہ تعالیٰ بچا لے گا۔ اور جو ایمان نہیں لائیں گے۔ ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوگا۔

اسی طرح قرآن شریف میں آتا ہے۔ ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً۔ کہ عذاب کے لئے اتمام حجت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ اتمام حجت چونکہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ہو چکا ہے۔ اس لئے اس وقت جو تباہی ان پر آ رہی ہے۔ قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق اس کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہے۔ جو کاسر صلیب ہیں۔

منطقی اصطلاحات کا استعمال

اس دفعہ مولوی صاحب نے اپنے مضمون میں منطقی اصطلاحوں کا بھی استعمال کیا ہے۔ اس سے میرا خیال بچپن کے بعض واقعات کی طرف چلا گیا۔ جبکہ ہم لوگ شکار کھیلا کرتے تھے۔ جب شکار شکاری کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر تھک جاتا تھا۔ یا مجروح ہو جاتا تھا۔ تو وہ عام طور پر جھاڑیوں یا بلوں میں گھس کر پناہ لینے کی کوشش کرتا تھا۔ لیکن شکاری اس سے گھبراتے نہیں تھے۔ اور نہ جھاڑیاں اسکو ان کی ہلاکت سے بچا سکتی تھیں۔ بعینہٖ یہی حالت مولوی صاحب کی ہے۔ جب مولوی صاحب دلائل سے عاجز آ گئے۔ تو انہوں نے منطقی اصطلاحات میں اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش شروع کر دی۔

مولوی صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ نصرت و کامیابی رسول کی سچائی کی بہت بڑی دلیل ہوتی ہے۔ اور اس دلیل کو قرآن شریف نے بیان کیا ہے۔ اگر اس میں کوئی سقم ہے۔ یا اس پر نقض اجمالی پڑتا ہے۔ تو آپ کا یہ نقض اجمالی مجھ پر نہیں۔ بلکہ قرآن شریف پر پڑتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون۔ کہ ہمارے رسولوں کے متعلق یہ فیصلہ شدہ امر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی نصرت کرے گا۔ اور ہماری جماعت یعنی جماعت اسلامیہ ہمیشہ اپنے مخالفوں پر غالب رہے گی۔

اسی طرح فرماتا ہے الا ان حزب اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

هم الغالبون۔ یعنی خبردار اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے۔

اس کے مقابلہ میں اس قسم کے ارشادات بھی قرآن شریف میں بکثرت موجود ہیں۔ کہ جھوٹا کامیاب نہیں ہوتا۔ چنانچہ قرآن شریف میں آتا ہے۔ من اظلم ممن افترٰی علی اللّٰہ کذبًا او کذب بایاتہ انہ لایفلح الظالمون۔ کہ مفتری علی اللہ اور سچے نبی کی مخالفت اور اس کا کفر کرنے والے کامیابی کا منہ نہیں دیکھتے۔ اسی طرح فرماتا ہے۔ وما دعاء الکٰفرین الّا فی ضلال کہ کفار کی دعا بھی کارآمد نہیں ہوتی۔ جیسے ان کی دوسری کوشش ناکام رہتی ہے۔ اسی طرح ان کی دعائیں بھی ناکام رہتی ہیں۔ اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتیں۔ اسی طرح قرآن شریف میں آتا ہے۔ قل یٰقوم اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون۔ من یاتیہ عذاب یخزیہ و یحل علیہ عذاب مقیم۔ کہ کفار کو چیلنج دیدو۔ کہ جو کچھ تم ہمارے خلاف کر سکتے ہو کرو۔ اور تم ہمارے خلاف اپنا سارا زور لگاؤ۔ اور اپنے سارے ذرائع استعمال کرو ہم بھی تمہارے مقابل میں جو مناسب ہوگا۔ کریں گے۔ عنقریب تم کو علم ہو جائے گا۔ کہ ہم دونوں میں سے کس پر ذلیل کرنے والا عذاب نازل ہوتا ہے۔ پھر آتا ہے وقدمنآ الیٰ ما عملوا من عمل فجعلنٰہ ھبآءً منثورًا۔ کہ تمام کوششیں جو مخالف ہمارے خلاف کر رہے ہیں۔ ان کو ہم ھبآءً منثورًا کی طرح کر دیں گے۔ اور وہ ایسے بے ضرر دھوئیں کی طرح ہو جائیں گی جس کو ہوا اڑا کر لے جاتی ہے۔ اور نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا۔ ان آیات کے مطابق کثرت سے احادیث میں بھی احکام آتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ مولوی صاحب کو ایک مامور من اللہ کی کامیابی اسلیے مشتبہ نظر آ رہی ہے۔ کہ بعض اور لوگوں کو اپنے اپنے رنگ میں کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ حالانکہ تھوڑی بہت کامیابی جو ان کو ہوتی ہے۔ وہ جزوی رنگ کی ہوتی ہے۔ اور اسکی وجہ ان کی جزوی جزوی فوقیت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلوں کے مقابلہ میں نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ ہرقل نے ابوسفیان سے سوال کیا۔ کہ یزیدون او ینقصون۔ کہ مسلمان روزانہ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں۔ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا۔ کہ بڑھ رہے ہیں۔ اس سے ایک عیسائی بادشاہ تو اس نتیجہ پر پہنچا ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سچے ہیں۔ اور اس کے اس فیصلہ کو معتبر حدیثوں میں بار بار دلائل نبوت میں درج کیا جاتا ہے۔

لیکن مولوی صاحب ان تمام آیات اور قرآن کریم کی ایک خاص تعلیم کو اور ارشادات نبویؐ کو چھوڑ کر عیسائیت کی ہندوستان میں کامیابی کو پیش کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں دیکھتے۔ کہ جماعت احمدیہ روزانہ بڑھ رہی ہے۔ اور ہمارے مدمقابل افراد نسبتاً کم ہو رہے ہیں۔ جب ابوسفیان نے یزیدون کہا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد نہ مشرکین مکہ سے زیادہ تھی۔ نہ یہودیوں اور عیسائیوں سے لیکن باوجود اس کے کہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ چونکہ وہ روزانہ زیادہ ہو رہے تھے۔ اس لیے ہرقل کے نزدیک یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچائی کی دلیل تھی۔ جس کی تصدیق بعد میں ہر زمانہ کے مسلمانوں نے کی ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے۔ کہ ایک شخص اپنے دعوے کے ابتدا میں ہی اس نہایت خطرناک اور کڑے معیار کو اپنی صداقت میں پیش کرتا ہے۔ اور اس کے ابتدائی الہامات میں سے یہ ہیں۔ کہ الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ۔ یعنی اللہ تعالےٰ تیری تمام ضروریات کو پورا کرے گا۔ چنانچہ پچاس سال ہو رہے ہیں۔ کہ اسکی تمام ضروریات خدا تعالیٰ خود پورا کر رہا ہے اس کے بعد اس نے اس بات کا اعلان کیا۔ کہ مسلمانوں کی کثیر جماعت میرے ساتھ شامل ہو جائے گی۔ چنانچہ الہامات الٰہیہ میں ینصرک رجال نوحی الیہم من السمآء۔ آئی شل گو یو اے لارج پارٹی آف اسلام۔ یاتون من کل فجٍ عمیق۔ اگر آپ کی فتوحات محض مالی ہوتیں اور اعوان و انصار کی تعداد نہ بڑھتی۔ یا اعوان و انصار کی تعداد تو بڑھتی لیکن مالی ترقی نہ ہوتی۔ تو ہر دو صورتوں میں کام ادھورا رہ جاتا۔ لیکن یہاں خدا نے جیسے اعوان و انصار دیئے۔ ویسے ہی مالی ترقی دی۔ اور پھر انصار و اعوان میں وفاداری کا وہ مادہ ہے۔ جس پر عام مسلمانوں کو رشک آتا ہے۔ تیسرا نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ قرار دیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد دے گا۔ جو صحیح رنگ میں میری جانشین ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ایسی اولاد دی۔ یہ امر زیر بحث نہیں ہے۔ کہ آپ لوگوں کی نظر میں وہ اولاد کیسی ہے۔ آپ مجھے مولوی محمد علی صاحب اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا حوالہ دیتے ہیں۔ کیا ہم حضرت عمرؓ کے متعلق شیعوں کی روایات اور عیسائیوں کی آراء پر انحصار کر سکتے ہیں۔ یوں تو آپ لوگوں کو بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی زندگی پر بھی ہزارہا اعتراضات ہیں مگر اس وقت یہ بات زیر بحث نہیں۔ کہ دشمن آپ کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ آپ صحیح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین ہیں

یا نہیں۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ میری اولاد میں سے ایک خلیفہ ہوگا۔ جس میں حضرت عمرؓ کا رنگ ہوگا۔ آیا وہ بات پوری ہوئی ہے یا نہیں۔ اس ابتدائی زمانہ میں اولاد کے متعلق پیشگوئی پر جو اعتراضات کئے گئے تھے ان میں سے حقیقتاً اب ایک بھی باقی نہیں رہا۔ رہی یہ بات کہ جھوٹ بول کر کسی شخص کے ذاتی کیریکٹر پر حملہ کرنا یہ تو جھوٹے ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں۔ آریہ اور عیسائی لوگ جو اسلامی اکابرین پر حملے کرتے ہیں، جب آپ ان کو جواب دے لیں گے۔ تو ہم بھی آپ کو اس کا جواب دے دیں گے۔ آریوں اور عیسائیوں نے تو حضرت اورنگ زیب سے لے کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک جتنے بڑے بڑے بادشاہ یا ائمہ ہوئے ہیں۔ کسی کو بھی نہیں چھوڑا۔ یہ اس بات کی دلیل نہیں۔ کہ نعوذ باللہ ان کا کیریکٹر کمزور تھا۔ یا وہ ڈاکو۔ چور اور زانی تھے۔ بلکہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ اسلامی تعلیم پر تو یہ لوگ کوئی اعتراض نہیں کر سکے۔ اور نہ اس پر ان کا ہاتھ پڑتا ہے۔ اب سوائے الزام تراشی کے ان کے ہاتھوں میں اور کوئی بات نہیں رہی۔ جس سے وہ اپنے دلوں کو خوش کر کے تسلی دے لیں۔ اور آپ جب اس قسم کے اشارے کرتے ہیں۔ تو آپ دیکھ لیں۔ کہ آپ کونسی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ میں مہدی ہوں۔ اور مسلمانوں میں جو غلط عقائد رائج ہو چکے ہیں۔ میرے ذریعہ ان کی اصلاح ہوگی۔ اسی ضمن میں حیات مسیح کا مسئلہ ہے۔ جس کے ماننے سے ایک طرف آپ لوگ مشرک ہو رہے تھے۔ اور دوسری طرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس گندے عقیدہ کی اصلاح کی۔ جہاد کی اصلاح کی۔ جس کے متعلق عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ قرآن کریم کا حکم ہے۔ کہ کسی کافر کو قتل کرنا۔ اس کا مال لوٹ لینا اور اس کے بیوی بچوں پر قبضہ کرنا نہ صرف جائز بلکہ ثواب کی بات ہے۔ اور ایک ادنیٰ سے ادنیٰ ڈاکو بھی اپنے آپ کو غازی کے لقب سے ملقب کر لیتا تھا۔ اس جہاد کے عقیدہ میں ایک خطرناک بات یہ تھی۔ کہ اب مسلمانوں میں یہ سکت تو رہی ہی نہیں تھی۔ کہ کفار سے جہاد کریں۔ اسلیئے یہ جذبہ اور جھوٹی تعلیم مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور ہلاک کرنے کے لیے استعمال کی جا رہی تھی۔ اس کے بعد مہدی کے متعلق جو عقیدہ تھا۔ اسکی اصلاح کی۔ مسلمانوں نے یہ قرار دے لیا تھا۔ کہ مہدی لوگوں کو زبردستی مسلمان کریگا۔

اور اسکو بھول گئے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مسلمانوں کی اصل اور صحیح تلوار تو قرآن کریم ہے۔ جس کے متعلق آتا ہے۔ جاھدھم بہٖ جہادًا کبیرًا۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عربوں کے ہاتھ میں قرآن دیا تھا۔ لیکن بعد کے علماء نے ان کے ہاتھوں سے قرآن چھین لیا۔ اور کہا۔ کہ تم لوہے کی تلواروں سے ساری دنیا کو مسلمان کرو۔ اسی طرح عصمت انبیاء کا مسئلہ ہے۔ وحی و الہام کے اجراء کا مسئلہ ہے۔ قرآن شریف میں ناسخ و منسوخ کا مسئلہ ہے۔ تبلیغ اسلام کا مسئلہ ہے۔ تبلیغ اسلام کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو یہ بشارت دی گئی تھی۔ کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ چنانچہ آپ کے مبلغ ایسے علاقوں میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ جن علاقوں کے لوگ اللہ اور اسکے رسول محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام سے بھی کلی طور پر ناواقف تھے۔ یعنی مسلمانوں کی تیرہ سو سال کی جدوجہد کا اثر بھی وہاں نہیں پہنچا تھا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے مامور کی برکت سے اب ایسے ممالک میں بھی مشن قائم ہو گئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت قریب آ رہا ہے۔ لیکن جن لوگوں میں ایمان کی کمی ہے۔ وہ اس پر ہنسی کرتے ہیں۔ جو منکرین کا پرانا شیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے امور جو میں نے اوپر بیان کئے ہیں۔ ان میں سے سب سے اہم تبلیغ اسلام میں جماعت احمدیہ کی کامیابی ہے۔ یہ ایک ایسی کامیابی ہے۔ جو کبھی کسی جھوٹے مدعی کو تیرہ سو سال میں حاصل نہیں ہوئی۔ حضرت مسیح موعود نے اسکے متعلق اس زمانہ میں پیشگوئی کی تھی۔ جب آپ کتاب ازالہ اوہام اور فتح اسلام وغیرہ لکھ رہے تھے۔ اور اس زمانہ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ چھوٹا رسالہ طبع کرانے کیلیے بھی اخراجات میسر نہیں آیا کرتے تھے۔ اور اوائل میں تو بعض کتابیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زیورات اور جائیداد بیچ کر شائع کیں۔ ایک کتاب حضرت اماں جان سے زیور لے کر شائع کی تھی۔ جس کے بعد حضور نے انہیں بڑا باغ دے دیا تھا۔ کیا ایک شخص جس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق نہ ہو۔ اور تائید الٰہی کا کبھی اس نے کوئی مظاہرہ نہ دیکھا ہو۔ اور اسکی حالت یہ ہو۔ کہ ایک رسالہ شائع کرنے کے لیے جائیداد بیچ دے۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی کر سکتا ہے۔ کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اسلام کی ایسی تائید کرے گا۔ کہ تمام ادیان باطلہ کو زک ہوگی۔ اور اس کے تلامیذ اور مریدین با اخلاص اسلام کی تبلیغ کو جو مسلمانوں پر فرض ہے۔ دنیا کے کناروں تک پہنچا دیں گے۔ یقیناً نہیں۔

پس یہ عظیم الشان کامیابی حضرت مسیح موعود علیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔

عیسائیوں کی ترقی سے غلط استدلال

مولوی صاحب کو یہ مشکل پیش آرہی ہے۔ کہ عیسائیوں کو ہندوستان میں ترقی حاصل ہو رہی ہے۔ یا خاکساروں کی تعداد احمدیوں سے زیادہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ علمی رنگ میں تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ فلاں بات غلط ہے۔ اور فلاں درست ہے لیکن عملی رنگ میں یہ نظارہ ہر وقت ہمارے سامنے رہتا ہے۔ کہ ایک عقیدہ میں عملی رنگ میں صداقت زیادہ ہوتی ہے۔ اور جھوٹ کم ہوتا ہے۔ یا نسبتاً ایک بات تھوڑی جھوٹی ہوتی ہے۔ اور دوسری بات زیادہ جھوٹی ہوتی ہے۔ اب جو چیز حق وحقیقت سے زیادہ قریب ہوگی۔ اسکی نصرت اس چیز سے زیادہ ہوگی۔ جو حق وحقیقت سے نسبتاً زیادہ دور ہے۔ چنانچہ اسمیں کچھ شک نہیں ہے۔ کہ عیسائیت معہ اپنی تمام غلطیوں کے چوہڑوں اور چماروں اور ہر یجنوں کے مذہب سے بہتر ہے۔ اسلیئے عیسائیوں کو چوہڑوں چماروں اور ہندوؤں پر غلبہ رہے گا۔ چنانچہ اس کے متعلق قرآن شریف میں آتا ہے۔ کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ کہ جن لوگوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی اتباع کی ہے۔ وہ ان لوگوں پر غالب رہیں گے۔ جنہوں نے مسیح علیہ السلام کا انکار کیا۔ اس لحاظ سے عیسائیوں کا غلبہ ہندوؤں یا چوہڑوں یا سکھوں کے مقابلہ میں قرآن شریف کی اس آیت کے مطابق ہے۔ اور اس وقتی اور جزوی کامیابی سے میرے دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے نہ کہ تکذیب۔ لیکن احمدیوں کو عیسائیوں پر ہمیشہ غلبہ رہے گا۔ اسی طرح میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ خاکسار عام مسلمانوں سے بہتر ہیں۔ اس لیے کہ جو لوگ احمدیت کی طرف مائل نہیں۔ وہ مولویوں کے ظلم سے تنگ آکر خاکسار تحریک میں شامل ہوگئے ہیں۔ خاکسار تحریک میں یہ خوبی ہے۔ کہ وہ جماعت احمدیہ پر خواہ مخواہ بے جا طور پر حملہ نہیں کرتی۔ لیکن عام مسلمانوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ اسلیئے جب علماء میں اور خاکساروں میں مقابلہ ہوگا۔ تو خاکسار غالب رہیں گے۔ اسی طرح سکھوں کو جو کامیابی ہندوؤں کے مقابلہ میں حاصل ہوئی ہے۔ اسکی وجہ بھی یہی ہے۔ کہ وہ ایک رنگ میں توحید کے قائل ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا کلام سچا ہے۔ اور آپ کے استدلالات اور قیاسات غلط ہیں۔ منطق کا موضوع تو غیر اقوام کی گفتگو کے لئے تھا۔ مگر آپ باوجود اہلحدیث کہلانے کے قرآن و حدیث کو چھوڑ کر منطق کی طرف جارہے ہیں قرآن سے بڑھ کر اعلےٰ منطق کوئی نہیں ہے۔

هٰذا كتٰب ينطق بالحق۔

دعائے مباہلہ اور مولوی ثناء اللہ صاحب

مولوی صاحب نے اسی ضمن میں الحکم کا حوالہ پیش کیا ہے۔ حالانکہ اس حوالہ کا تعلق بھی ۱۸۹۶ء سے ہے۔ پھر یہ حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نہیں۔ بلکہ مفتی محمد صادق صاحب کی ایک عبارت ہے۔ مولوی صاحب نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ

"ہاں البتہ ہم اپنے نفس کے ذمہ وار ہیں۔ سو ہم تمہارے کرشن کی کذب بیانی پر قسم کھانے کو تیار ہیں۔ آؤ جس جگہ چاہو۔ ہم سے قسم دلوا لو۔ مگر پہلے یہ شائع کرا دو۔ کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔ ہم حلفیہ کہہ دیں گے۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو ہم خدا کی طرف سے مامور نہیں جانتے۔ بلکہ اعلےٰ درجہ کا جھوٹا مکار اور فریبی ہے۔ اور اسکی کوئی پیشگوئی خدائی الہام سے نہیں ہے۔ مرزائیو سچے ہو تو آؤ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر تیار ہے۔ جہاں تم پہلے ایک زمانہ میں صوفی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کر کے آسمانی ذلت اٹھا چکے ہو۔ امرتسر میں نہیں تو بٹالہ میں آؤ۔ سب کے سامنے کارروائی ہوگی۔ مگر اس کے نتیجہ کی تفصیل اور تشریح کرشن جی سے پہلے کرا دو۔ انہیں ہمارے سامنے لاؤ۔ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہوئی ہے۔ کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو۔ سب امت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔"

مولوی صاحب اس تحریر میں صاف لکھ رہے ہیں۔ کہ "انہیں ہمارے سامنے لاؤ۔ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہوئی ہے۔" انجام آتھم میں کس مباہلہ کی دعوت ہے۔ اور انجام آتھم کب شائع ہوا۔ اس پر غور کر کے مولوی صاحب خود ہی بتائیں۔ کہ کیا اس تحریر کا سلسلہ ۱۸۹۶ء سے ملتا ہے یا نہیں۔ پھر انہوں نے کس طرح لکھ دیا۔ کہ "آپ لوگ جو مرزا صاحب کے ساتھ مباہلہ کے سلسلہ کو ۱۸۹۶ء سے شروع کر کے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کی دعا کے ساتھ ملاتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے"۔

مولوی صاحب۔ آپ کی اس تحریر سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ انجام آتھم کے مباہلہ کی دعوت کا جواب مارچ ۱۹۰۷ء میں دے رہے ہیں۔ اور آپ کی اس تحریر کا جواب مفتی صاحب نے دیا ہے کہ اگر آپ قسم کھائیں گے۔ تو آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کا مطالعہ کر لیں۔ جو حقیقۃ الوحی میں شائع ہو رہے ہیں۔ ان الہامات کو آپ پڑھ لیں۔ پھر قسم کھائیں۔ کیونکہ مباہلہ یا قسم سے پہلے اتمام حجت کا ہونا ضروری ہے۔ اس تحریر میں جو مفتی محمد صادق صاحب کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ دو شرطیں تھیں۔ مگر آپ نے صرف ایک شرط کا ذکر کر کے جو قسم کی صورت میں تھی مغالطہ دہی سے کام لیا ہے۔ کاش آپ مفتی صاحب کی ساری عبارت نقل کر دیتے۔ یا کم از کم اس ساری عبارت کو پڑھ کر جواب دیتے۔ جو عبارت آپ نے تحریر کی ہے۔ اس کے آگے تین سطریں چھوڑ کر صاف لکھا ہے۔ اور قادیان آنے کی صورت میں ہم شرط حقیقۃ الوحی کو بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ مباہلہ کرنے سے پہلے ہمارا حق ہوگا۔ کہ ہم دو گھنٹے تک اپنے دعاوی اور ثبوت کی تبلیغ کریں۔ اور مولوی ثناء اللہ خاموشی سے سنتا رہے۔ اور بیچ میں نہ بولے۔ اور بعد میں وہ قسمًا ظاہر کرے۔ کہ میں اس تبلیغ کے سننے کے بعد بھی مرزا غلام احمد کے دعاوی کو صحیح نہیں سمجھتا۔ اگر آخر الذکر مباہلہ کو مولوی ثناء اللہ پسند کرے۔ تو جب چاہے۔ وہ آسکتا ہے۔ جلد ۱۱ ماخوذ الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء

یہ تحریر اس تحریر کے ساتھ ہے۔ جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے نقل کی ہے۔ اس میں صاف لکھا ہے۔ کہ "قادیان آنے کی صورت میں ہم شرط حقیقۃ الوحی کو بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ صرف اتمام حجت کے لئے دو گھنٹے دعاوی کے ثبوت پر تقریر ہوگی۔ اور اس کے لئے حقیقۃ الوحی کے انتظار کی بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حقیقۃ الوحی کی شرط صرف قسم کھانے کی صورت میں تھی۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس قسم کے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ جو بالمشافہ ہو۔ تو جب چاہیں۔ آسکتے ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ "اگر آخر الذکر مباہلہ کو مولوی ثناء اللہ پسند کرے۔ تو جب چاہے وہ آسکتا ہے۔ الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء۔

مولوی صاحب کو حقیقۃ الوحی کے انتظار کی ضرورت نہ تھی

اس تحریر کے ہوتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب کو حقیقۃ الوحی کے انتظار کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ وہ ۳۱ مارچ کے بعد یکم اپریل کو ہی آسکتے تھے۔ مگر مولوی صاحب نے چپ سادھ لی۔ اسکے پندرہ دن بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آخری فیصلہ کا اشتہار شائع کر دیا۔ اور مولوی صاحب نے اسکا یہ جواب دیا۔ کہ تمہاری یہ تحریر مجھے منظور نہیں...... اس تحریر نے ثابت کر دیا۔ کہ مولوی صاحب کی پہلی تحریر بھی ایک دھوکہ دہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اتمام حجت کرتے ہوئے اشتہار آخری فیصلہ شائع فرمایا۔ تو اس کے جواب میں مولوی صاحب نے اس وقت کیوں نہ لکھا۔ کہ باوجود وعدہ النوار کے ایک مہینہ پہلے ہی کیوں شائع کر دی گئی۔" مولوی صاحب کا اس وقت ایسا جواب نہ دینا اور اب ایسا لکھنا صاف بتا رہا ہے۔ کہ مولوی صاحب کی یہ ایک مغالطہ دہی ہے۔

احباب کے لئے نادر علمی تحفے!

(۱) براہین احمدیہ ہر چہار حصہ } حضرت اقدس علیہ السلام کی یہ کتاب ۲۰×۲۶/۸ سائز پر نہایت عمدہ کتابت اور طباعت کے ساتھ بڑے اہتمام سے شائع کی گئی ہے۔ مجلد ۱۲ روپے بے جلد ۱۰ روپے۔

(۲) ایام الصلح اردو } حضرت اقدس علیہ السلام کی یہ کتاب مدت سے نایاب تھی۔ اب دوبارہ ۲۰×۲۶/۸ سائز پر طبع کروائی گئی ہے۔ قیمت فی ۱۲ آنے

(۳) کلام النبی } جسے نظارت تعلیم وتربیت نے زنانہ گرل سکول کے لئے بطور نصاب مقرر فرمایا ہے۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ قیمت فی ۸ آنے

(۴) روئیداد جلسہ خلافت جوبلی } جلسہ خلافت جوبلی کی مکمل روئیداد تیار کر کے شائع کی گئی ہے۔ قیمت ۴ آنے

نوٹ } حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ستر کتب کا سٹ جو پہلے پچاس روپیہ میں آتا تھا۔ اب صرف پچیس روپیہ میں طلب کریں۔

مینیجر بکڈپو تالیف واشاعت قادیان (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے پہلے اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

ع ۵۷۷۵ منکہ نور محمدؐ ولد میاں کرم بخش قوم آرائیں پیشہ کاشتکاری عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۷ء ساکن ہرسیاں ڈاکخانہ دیال گڑھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۱۲/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

سات گھماؤں ۳ کنال اور ۱۱ مرلہ اراضی چاہی واقعہ ہرسیاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور کا میں مالک ہوں۔ اسکی موجودہ قیمت ۵۰۰/- روپے فی گھماؤں کے حساب سے ۳۲۹۳/۷/- ہے اس میں سے کچھ زمین ۸۸۴/- روپے میں رہن ہے۔ یہ روپیہ منہا کرکے ۲۴۰۹/۷/- رہے۔ اس کے علاوہ ایک مکان خام قیمتی دوسو روپے واقعہ ہرسیاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور کا مالک ہوں۔ اس طرح میری کل جائداد کی قیمت ۲۶۰۹/۷/- روپے بنتی ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ موجودہ صورت میں میرا حصہ جائداد ۲۶۱/-/- روپے بنتا ہے۔ اگر میں کچھ روپیہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کراکر رسید حاصل کرلوں۔ وہ روپیہ میری وصیت سے منہا کردیا۔ نیز میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اگر مجھے اس کے علاوہ کوئی آمد بصورت ملازمت یا تجارت حاصل ہوگی۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کو میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کراتا رہوں گا۔ اگر میری وفات پر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ نور محمدؐ موصی بقلم خود۔ گواہ شد عبد الرحمٰن موصی بی۔ اے پسر موصی۔ گواہ شد منشی فضل احمدؐ پسر موصی۔

ع ۵۷۷۳ ۔ منکہ شمس الدین حفیظ ولد مولوی محمدؐ یاسین صاحب قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۵ء ساکن فلیشادہ ڈاکخانہ بنواری نگر ضلع پٹنہ صوبہ بنگال حال کلکتہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم جنوری ۱۹۴۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ کیونکہ میرے والد بزرگوار اس وقت تک بقید حیات ہیں۔ میرا گذارہ ملازمت پر ہے۔ اور میری ماہوار آمد مبلغ ستر روپے ہے۔ میں اپنی اس ماہوار آمد کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور میرے مرنے کے بعد میری جسقدر منقولہ وغیر منقولہ جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز میری آمد میں اگر کوئی کمی و بیشی ہو۔ تو اسکی اطلاع بھی میں انجمن کارپرداز مصالح قبرستان کو کردوں گا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم والسلام

العبد شمس الدین حفیظ بحروف انگریزی معرفت مولوی محمدؐ یاسین صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس موضع .... گواہ شد سید اعجاز احمدؐ بقلم خود مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ گواہ شد ابوالہاشم خاں چودھری قادیان۔

ع ۵۷۷۲ ۔ منکہ محمدؐ بخش ولد چودھری فتح دین صاحب قوم سندھو جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن جسوکی ڈاکخانہ جھبور انوالی ضلع گجرات صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷ ۱۲/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد کوئی نہیں۔ میرا گذارہ اپنی کاشتکاری پر ہے۔ جو کہ تقریباً ایک سو روپیہ سالانہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ بقلم خود حکیم احمدؐ دین محلہ دارالسعۃ۔

العبد نشان انگوٹھا محمدؐ بخش۔ گواہ شد حاکم دین بقلم خود از جسوکی۔ گواہ شد نواب علی ولد کرم رنگریز سکنہ جسوکی۔

ع ۵۷۶۸ ۔ منکہ غلام مصطفٰے ولد چودھری جلال خاں صاحب مرحوم قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن موضع چک چھور ۱۱۷ ڈاکخانہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ فتح ۱۳۱۹ھ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔

(۱) اراضی موازی ساڑھے تین ایکڑ واقع موضع چھور ۱۱۷ (۲) اراضی ایک ایکڑ واقع موضع چھور ضلع سیالکوٹ قیمتی اندازاً مبلغ سات سو روپیہ۔

میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس کے علاوہ ماہوار آمد مبلغ پچیس روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی بشرح صدر وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

العبد۔ غلام مصطفٰے بقلم خود۔ گواہ شد ڈاکٹر احمد الدین نصرت آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ فضل بھمبرو سندھ۔ گواہ شد چودھری نواب خاں نصرت آباد اسٹیٹ سندھ نشان انگوٹھا۔

ع ۵۷۶۷ ۔ منکہ چودھری نصر اللہ خاں ولد چودھری غلام سرور صاحب قوم جٹ باجوہ عمر ۱۲ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۵۵ ڈاکخانہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ ۱۲/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ البتہ پانچروپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تاحیات اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ نصر اللہ خاں ولد چودھری غلام سرور بقلم خود۔ گواہ شد۔ شاہ نواز ایڈووکیٹ سیالکوٹ۔ گواہ شد غلام سرور نمبردار چک ۵۵ ۔

ع ۵۷۶۶ ۔ منکہ چودھری محمدؐ نقی ولد نواب چودھری محمد الدین صاحب باجوہ عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن تلونڈی عنایت خاں ڈاکخانہ پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸ ماہ اخاء ۱۳۱۹ھش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

۱۔ میری وفات پر جس قدر میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ اس جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کردیا جائے گا۔

۲۔ میں اس وقت اپنے والد صاحب کے ساتھ رہتا ہوں۔ اور ٹریننگ میں ہوں۔ میری علیحدہ ماہوار آمدنی کوئی نہیں۔ کام شروع کرنے پر جو بھی میری ماہوار آمدنی ہوگی اس کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اس وقت قریباً یکصد روپیہ ماہوار مجھے جیب خرچ کے طور پر ملتا ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی اپنی آمدنی کے ہونے تک ادا کرتا رہوں گا۔ العبد محمدؐ نقی بقلم خود گواہ شد محمدؐ الدین ریونیو منسٹر جودھپور والد موصی۔ گواہ شد ملک احمدؐ موٹر ڈرائیور جودھپور

ع ۵۷۶۱ ۔ منکہ احمدؐ خاں ولد چودھری خوشی محمدؐ صاحب قوم راجپوت پیشہ زمینداری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت جولائی ۱۹۱۳ء ساکن چک ۱۶۸ مراد ڈاکخانہ بنگلہ ڈاہرانوالہ ضلع بہاولنگر ریاست بہاولپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳ ماہ فتح ۱۳۱۹ھش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے جس کی کل قیمت اس وقت اندازاً چار ہزار روپیہ ہے۔ اندازاً ۳۱ گھماؤں اراضی زرعی قسم چاہی بارانی رقبہ واقع موضع رائے پور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ دو عدد مستطیل رقبہ ۵۰ گھماؤں واقعہ چک ۱۶۸ مراد تحصیل چشتیاں ریاست بہاولپور کی آمد پر ہے۔ اس زمین کے ابھی تک مجھے حقوق مالکانہ حاصل نہیں۔ بلکہ اسکی قیمت باقساط گورنمنٹ بہاولپور کو ادا کررہا ہوں۔ میں اس زمین کی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ العزیز فصل ربیع اور خریف پر باقاعدہ ادا کرتا رہونگا۔ میں اس امر کی وضاحت کردیتا ہوں۔ کہ مندرجہ بالا جائیداد میرے دو بھائیوں اور بھتیجوں میں مشترک ہے۔ اور میں اس جائیداد کے ۱/۴ حصہ کا حصہ دار ہوں۔ اور اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اس جائیداد کے علاوہ اگر میری وفات پر اور کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کردیا جائے گا۔ یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کردی ہے۔ کہ سند رہے۔ المرقوم ۳۰ ۱۲/۴۷

العبد احمدؐ خاں بقلم خود نشان انگوٹھا موصی۔ گواہ شد چودھری لعب دین چک ۱۶۶ مراد بقلم خود۔ گواہ شد چودھری فیض احمدؐ انسپکٹر بیت المال۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیدہ خبروں کا انتخاب

— مکہ معظمہ سے ایک خاص تار موصول ہؤا ہے۔ کہ حج کے مراسم خیر وخوبی کے ساتھ تکمیل پذیر ہو گئے۔ اعلیحضرت سلطان ابن سعود کی طرف سے مختلف ممالک کے سرکردہ حجاج کو ایک شاہانہ دعوت دی گئی۔

— وزارت بحریہ کا اعلان مظہر ہے۔ کہ ۵ رجنوری کو ختم ہونے والے ہفتہ میں برطانیہ کے صرف چار جہاز غرق ہوئے۔ اتنا کم ہفتہ وار نقصان گذشتہ ماہ میں کبھی نہیں ہؤا۔

— پنجاب کے جو فوجی سپاہی سمندر پار لڑنے کے لئے گئے ہیں۔ ان کے اہل عیال کی غور وپرداخت کے لئے حکومت نے پنجاب میں چار افسر مقرر کئے ہیں۔ جن کے صدر مقام جہلم۔ راولپنڈی۔ جالندھر اور لاہور ہیں۔ ان کی امداد کے لئے تین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھی مقرر کئے گئے ہیں۔

— حبشہ سے آنے والے تاجروں کی زبانی معلوم ہؤا ہے۔ کہ حبشہ میں اطالویوں کے خلاف بغاوت کے آثار روز بروز ترقی پذیر ہیں۔ حبشیوں کے کئی منظم جتھے ہیں۔ جنہوں نے ایک سابق جنرل کی زیر قیادت اپنے آپ کو منظم کر لیا ہے۔ یہ جتھے جس وقت موقع ملتا ہے۔ اطالویوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

— لاہور ۵ رجنوری لاہور پولیس کو بروقت علم ہو جانے سے لاہور کی ایک بھاری فرم پر ڈاکہ ڈالنے کی سکیم فیل ہو گئی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ میر افضل خاں کوتوال لاہور شہر کو اطلاع ملی۔ کہ پشاور سے آٹھ پٹھانوں کا ایک گروہ جو پستولوں وغیرہ سے پوری طرح مسلح ہے۔ لاہور کی ایک بڑی فرم پر ڈاکہ ڈالنے کی غرض سے لاہور وارد ہؤا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پولیس کی ایک بھاری جمعیت کے ساتھ کل دوپہر شاہ محمد غوث کے قریب چھاپہ مار کر پانچ پٹھانوں کو گرفتار کر لیا۔ تین پٹھان امرتسر گئے ہوئے تھے۔ وہ وہاں گرفتار کئے گئے۔ گرفتار شدگان سے پستول گولیاں اور خنجر برآمد ہوئے۔

— لنڈن ۱۶ رجنوری۔ روم ریڈیو نے آج اس حقیقت کا اعلان کیا ہے۔ کہ اطالوی نقطۂ نگاہ سے بحیرہ روم اٹلی کے قبضہ سے نکلا جا رہا ہے۔ اور برطانوی بیڑے کو اس بحیرہ پر ہر طرح کا اقتدار حاصل ہے۔

— لنڈن ۱۸ رجنوری۔ آج مسٹر چرچل نے ایک تقریر میں کہا۔ کہ جنگ میں ہماری کامیابی یقینی ہے۔ مگر میں یہ امید نہیں دلا سکتا۔ کہ یہ فتح آسانی سے حاصل ہو جائے گی۔ یا یہ کہ جو مشکل ہم پر پڑی ہے۔ وہ آسانی سے گذر جائیگی۔ ہمیں ابھی کئی ماہ اپنے شہروں پر بمباری برداشت کرنی پڑے گی۔ برطانیہ پر حملہ کا خطرہ ابھی دور نہیں ہؤا۔ لیکن اگر جولائی تک حملہ نہ ہؤا۔ تو پھر ہٹلر کے لئے حملہ کرنا مشکل ہو جائے گا۔

— لنڈن ۱۹ رجنوری۔ مشرقی یورپ میں بلا کی سردی کے ساتھ وبائیں بھی پھوٹ پڑی ہیں۔ پولینڈ میں پول اور جرمن اکٹھے ہی دفن کئے جا رہے ہیں۔ رومانیہ میں بھی وبائیں پھوٹنے کی خبریں آ رہی ہیں۔ بوڈاپسٹ میں سخت قسم کا انفلوانزا پھیل رہا ہے۔

— لاہور ۱۹ رجنوری۔ سکھوں کے اس جلسہ میں جو آج لاہور میں منعقد ہؤا۔ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کا ایک اہم پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ جس میں انہوں نے کہا۔ کہ اس وقت انصاف اور ظلم کی طاقتوں میں ایک بھیانک لڑائی ہو رہی ہے۔ اسلئے سکھوں کو اپنی ذمہ واری محسوس کرتے ہوئے حکومت برطانیہ کو پوری مدد دینی چاہیئے۔ تا کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ مل سکے۔ کہ سکھوں نے مدد نہیں کی۔ سکھوں نے پرانے زمانے میں بہادری کے بڑے بڑے جوہر دکھائے ہیں۔ اور ہندوستان کی حفاظت کے لئے شاندار قربانیاں کرتے چلے آئے ہیں۔ اب جبکہ ظلم اور انصاف میں جنگ ہو رہی ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ سکھ پیچھے نہیں رہیں گے۔ سکھ سپاہیوں نے شمالی افریقہ میں جو کارنامے دکھائے ہیں۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے مہاراجہ صاحب نے کہا۔ گذشتہ اگست میں ہم نے وعدہ کیا تھا۔ کہ برطانیہ کو مدد دیں گے۔ سو ہم نے اس عہد کو پورا کیا۔ اور انسانی آزادی اور دنیا کے امن کے لئے اپنی جانیں قربان کیں۔ مہاراجہ صاحب نے اسی سلسلہ میں مجلسی نا اتفاقی کی مذمت کی۔ اور فرمایا۔ کہ اگر خالصہ کو کوئی سچی یا جھوٹی شکایتیں ہوں۔ تب بھی یہ وقت ان شکایات کو پیش کرنے کا نہیں۔ اس جلسہ میں سر جوگندر سنگھ اور شرومنی اکالی دل کے بہت سے ممبر موجود تھے۔ مہاراجہ صاحب کے مشورہ کو سب نے قبول کیا۔ اور کئی ریزولیوشنز پاس کئے۔ ایک خالصہ ڈیفنس لیگ بھی بنائی گئی۔ جس کے اخراجات کے لئے مہاراجہ صاحب نے ۱۵ ہزار روپیہ دیا۔ اور ایک ہزار ماہوار دیا کریں گے۔

— لنڈن ۱۹ رجنوری۔ آج جرمن طیاروں نے مالٹا پر حملہ کیا۔ مگر برطانوی شکاری جہازوں نے ان میں سے پانچ کو گرا لیا۔ اور کئی ایک کو نقصان پہنچایا۔ حملہ سے سرکاری مال کو کچھ نقصان پہنچا۔ اور بعض لوگ زخمی ہوئے۔ ہمارے دو شکاری ہوائی جہاز ضائع ہوئے۔ مگر ان کے ہواباز بچا لئے گئے۔

— نیویارک۔ ۱۹ رجنوری۔ امریکن وزیر خارجہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ کنیڈا کو پٹرول۔ ایلومینم اور مشینری کے بعض پرزے بھیجنے کے لئے عام لائیسنس جاری کر دیا گیا ہے۔ دوسرے ملکوں کو مال بھیجنے کے لئے علیحدہ علیحدہ لائیسنس درکار ہوں گے۔

— لاہور۔ ۱۹ رجنوری سر جوگندر سنگھ صاحب نے وزیر اعظم پنجاب سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ ایسی کوشش کریں۔ کہ تمام قوموں میں فرقہ دار عارضی سمجھوتہ ہو جائے۔ اگر ایسا ہو سکے تو ہندوستان ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو جائے۔

مجرّب اور خالص ادویہ

اگر آپ کو مجرب اور خالص ادویہ کی ضرورت ہے۔ تو آپ ہمارے دواخانہ سے طلب کریں۔ ہر قسم کی ادویہ ہم آپ کو مہیا کر کے دیں گے۔ اسکے علاوہ ہمارے دواخانہ میں خاص نسخے بھی تیار رہتے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:۔

تریاق کبیر } یہ گھر کا ڈاکٹر ہے۔ سردرد۔ پیٹ درد۔ دانت کی درد۔ سینہ کی درد۔ اسہال۔ سوء ہضم۔ ہیضہ وغیرہ کے مریضان کو اس دوا کے لگانے یا پلانے سے فوری فائدہ ہوتا ہے۔ بھڑ بچھو۔ سانپ کاٹے۔ ان کے زخموں کے لئے یہ تریاق ہے۔ بخار وغیرہ میں بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ عام مرضوں میں ڈاکٹر کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اور بڑے امراض میں ڈاکٹر کے آنے تک مریض کی حالت اچھی رہتی ہے۔ ہر گھر میں اس کا موجود ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ قیمت چھوٹی شیشی ۸ ر درمیانی شیشی ۱۲ ر۔ بڑی شیشی ۱ ر۔ اس کے اثر کے متعلق ذیل کا سرٹیفکیٹ ملاحظہ فرمائیں۔

جناب سید جلال الدین صاحب کشمیری تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے دو سال سے معدے کی سخت تکلیف تھی۔ جس کی وجہ سے ایک چھٹانک غذا ہضم ہونی مشکل ہو گئی تھی۔ لیکن میں نے دواخانہ خدمتِ خلق سے تریاق کبیر لیا۔ اسے شروع کئے چند ہی دن گذرے ہونگے۔ کہ اس نے حیرت انگیز فائدہ کیا۔ کھانا وغیرہ بخوبی ہضم ہو جاتا ہے۔ اور خوب بھوک لگتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے جو بدنی سستی۔ کمزوری وغیرہ تھی۔ اس میں بھی فائدہ ہو رہا ہے۔

سرمہ ممیرا خاص } یہ سرمہ ایک پرانے اور مجرب نسخہ کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ اور پرانی آشوب چشم خصوصاً جو نزلہ یا دماغی یا اعصابی کمزوریوں کی وجہ سے ہو۔ اسی طرح نظر کی کمزوری اور دھند کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہؤا ہے۔ پرانے ککروں اور آنکھ کی سرخی کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی تولہ ۲ ر ۶ ماشہ ۱ ر ۳ ماشہ ۱۰ ر

سرمہ اکسیر چشم } یہ سرمہ آنکھوں کی سب بیماریوں کے لئے مفید ہے۔ خصوصاً نئے اور پرانے ککروں کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ نیز ناخنہ وغیرہ امراض کے لئے مجرب ہے۔ قیمت فی تولہ ۲ ر ۸ ر ۶ ماشہ ۱ ر ۴ ر ۳ ماشہ ۱۲ ر۔ ان کے اثر کے متعلق ذیل کے سرٹیفکیٹ ملاحظہ فرمائیں:۔

مکرمہ جنابہ سردار بیگم صاحبہ ہیڈ معلمہ گرلز سکول دوالمیال ضلع جہلم سے تحریر فرماتی ہیں۔ کہ میں نے آپ کے دواخانہ سے سرمہ ممیرا خاص بطور نمونہ لیا تھا۔ اور خود استعمال کیا۔ میری آنکھوں میں مدت سے ککرے تھے۔ اور کثرت سے پانی بہتا تھا۔ میں نے چند روز آپ کے سرمہ کو استعمال کیا۔ واقعی آنکھوں کے مریضوں کے لئے ایک لاثانی دوا ہے۔ اور خاصکر ککروں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

جناب محمد عارف صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ ایچ قبولہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ آپ سے سرمہ اکسیر چشم جو بطور نمونہ منگایا تھا۔ میں نے ایک مریض کو استعمال کرایا۔ جس سے اس کو بہت ہی فائدہ ہؤا ہے۔ سرمہ اکسیر چشم واقعی اکسیر چشم ثابت ہؤا ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ **دواخانہ خدمت خلق قادیان (پنجاب)**